REGISTERED L. No. 89.

نور افشاں

حقیقی نور وہ تھا جو دنیا میں آکے ہر ایک آدمی کو روشن کرتا ہی

جلد ۳۸ | ہر ہفتہ بروز جمعہ لودیانہ سے شایع ہوتا ہی - ۲۱ - جنوری سنہ ۱۹۱۰ء | نمبر ۳

سنڈے اسکول کے سبق

۵۲ ہفتوں کے واسطے

قیمت ۲ر فی سبق محصول ڈاک علاوہ - یعنے ۸ کاپی فی ہفتہ تمام سال کے واسطے صرف ایک روپیہ اور محصول ڈاک +

یہہ سبق اُردو زبان اور فارسی حروف میں چھاپے جاتے ہیں اور چار قسطوں میں بھیجے جاتے ہیں +

یہہ تمام سبق انٹرنیشنل سیریز کا ترجمہ ہیں - جو تمام دنیا میں استعمال کی جاتی ہی - اور اُردو میں پادری ہنری فورمن صاحب ڈی - ڈی کے ہاتھ سے تیار کی جاتی ہیں اور اُن کے ساتھ انڈین بائبل ریڈنگ ایسوسی ایشن کی تلاوت کی فہرستیں بھی چھاپی جاتی ہیں +

حقیقت یہہ ہی

کہ یہہ بائبل کی تعلیم کیواسطے سب سے عمدہ سبق ہیں - انکا سلسلہ ایسا چلتا ہی کہ سات سالونمیں کل بائبل کی تعلیم ملجاتی ہی یعنے پاک کلام کی پوری واقفیت ہو جاتی ہی - اسلئے بذریعہ اس اشتہار کے ترغیب دی جاتی ہی کہ تمام مشن اسکولوں میں یہ سبق بطور ٹیکسٹ بک کے استعمال کئے جاویں - کئی ایک مشن اسکول انکا استعمال کر رہے ہیں پر ہمارا مطلب ہی کہ تمام اسکولوں میں اُن کا رواج ہونا چاہئے کیونکہ یہہ از حد مفید ہیں +

جو صاحب انکو چاہتے ہیں سو جلد اطلاع فرماویں - درخواست پر پادری ای - ایم ویری صاحب ڈی - ڈی - لودیانہ لکھنا کافی ہی - سال بھر کی قیمت پیشگی لیجائیگی - وی - پی کے ذریعہ اور نیز تصویردار پرچے بچوں کیلئے سال کے ہر ہفتے کیواسطے بھی یہاں تیار ہوتے ہیں قیمت ۲۵ کاپی فی سال معہ محصول ایک روپیہ

مُفید کتابیں! مُفید کتابیں!! مُفید کتابیں!!!

مسیحیوں اور مسیحی کارندوں کیواسطے

۱- مسیح کی تعلیم- قیمت اُردو ۴ر جلد کپڑا ۸ر- رومن اُردو ۱۲ر +
۲- حالات جاپان- قیمت ۳ر- کپڑا ۸ر +
۳- شریف بیبیاں- قیمت ۳ر- کپڑا ۶ر +
۴- گنجینہ اسلام- قیمت رومن اُردو ۸ر +
۵- موازنہ مذاہب- قیمت رومن اُردو ۸ر +
۶- سیر ہند- قیمت با تصویر- عمر
۷- عزت بے مثال- قیمت ۳ر- ۵ر- ۸ر +
۸- دولت لازوال- قیمت ۳ر- ۵ر- ۸ر +
۹- سمپیر دائے- قیمت ۶ر- ۱۰ر +
۱۰- آپ کس درجے میں سفر کرتے ہیں- قیمت ۶ پائی +
۱۱- خاندانی فرائض- قیمت ۴ر- ۱۲ر +
۱۲- رسالہ اظہار الحق قیمت ۹ر +
اس میں چند نامی مسلمانوں کے فتوے جس میں ثابت ہی کہ اہلِ اسلام اور اہلِ عیسائی ایک ہی کوئے سے پانی بھر سکتے ہیں +

اہل ہنود کے لئے

۱- ستیارتھ پرکاش درپن- قیمت ۸ر +
۲- اصلاح اخلاق- قیمت ۵ر +
۳- اصلاح تمدن- قیمت ۵ر +
۴- مسیحی مذہب کی صداقت جو مسیح کی زندگی سے ظاہر ہوتی ہی- قیمت ۳ پائی +
۵- یسوع مسیح کون تھا- قیمت ار +
۶- مسیح کی تعلیم- قیمت ۴ر- کپڑا ۸ر +
۷- رامپال سنگھ- قیمت ۲ر- ۴ر +
۸- آوہ گون یا ابدی زندگی- قیمت ۲ر
۹- چندر لیلا- + قیمت ۲ر +
۱۰- تلاشِ حق- قیمت ۳ر +
۱۱- رشیوں کا آبائی وطن- قیمت ار +
۱۲- سمپیر دائے- قیمت ۶ر +

پادری صاحبان نظر فرمائیے

آپ سوال کرتے ہیں کہ مسلمانوں کو کونسی کتابیں دینا مناسب ہی؟

جواب

ہماری دانست میں ذیل کی کتابیں نہایت مفید ہونگی +

۱- اسلام میں مسیح- قیمت ۱½ر +
۲- خدائے اسلام- قیمت ۲ر +
۳- ینابیع القرآن- قیمت ۳ر +
۴- مسیح کی تعلیم- قیمت ۴ر کپڑا ۸ر +
۵- الکفارہ- قیمت ۶ پائی +
۶- دینِ اسلام- قیمت ار +
۷- روس صاحب کے رسالے- ۲۰ عدد- قیمت فی عدد ۳ پائی +
۸- ینابیع الاسلام- قیمت ۸ر +
۹- کشف القرآن- قیمت ۶ر +
۱۰- اثمار شیریں- قیمت ۵ر +
۱۱- فوز العظیم- قیمت ۲ر +

یہہ کتابیں منیجر کرسچین بُک سٹور لودیانہ سے بذریعہ وی- پی یا نقد قیمت پر ملسکتی ہیں

نورافشاں

جلد ۳۰ | ہر ہفتہ بروز جمعہ لودیانہ سے شایع ہوتا ہے۔ ۱۲ جنوری سنہ ۱۹۱۱ء | نمبر ۳

اخبار کی بہار

مدراس میں آوارہ گرد منگتوں کے انسداد کی خاص بندش کرینگے تاکہ وہ چلتوں کو ستایا نہ کریں +

میونسپلٹی کلکتہ وہاں کی عمارت ٹون ہال سرکار کے پاس دس لاکھ کو بیچیگی یہاں پارلیمنٹ تعمیر کرینگے +

کسولی کی پاسٹیور انسٹیٹیوٹ میں ناداروں کی بہبودی کے لئے سرحضور پٹیالہ نے پانچ ہزار دیا منجملہ ۵۰ ہزار کے +

بمبئی میں بیس پٹھان ناجائز تجارت اسلحہ کے الزام میں گرفتار ہیں۔ تین دو دو دو ہزار کی ضمانت پر چھوٹے ہیں +

بلوہ گنٹور میں ۴۴ ملزم بری۔ ایک کو پھانسی۔ چار کو عمر قید ۱۷ کو ایک تا ۱۰ سال قید سخت کی گئی ہے +

مسٹر اسٹوسب پوسٹماسٹر چھاونی رنگون وبرمی ہیڈکلارک کو غبن منی آرڈر کے لئے ۳ و ۲ برس قید سخت ہوئی۔

الہ آباد کے ایک برہمن گوبند پرشاد کو بجرم قتل ایک عورت پھانسی کا حکم ہوا۔ اس کی جورو بچگئی ہے +

پاتھرا از بہائی، میں متمول باشندے کے گھر پر سنگین ڈاکہ پڑا۔ بہت مال لوٹ لیگئے۔

سیالکوٹ سے امرتسر تک براہ راست ریل بنائیکی منظوری دی گئی۔ اس کا فاصلہ ۶۰ میل ہوگا +

تمام پنجاب میں بارش نہایت خاطرخواہ۔ رہتک میں اولے پڑے۔ یہاں اور فرد پور میں چوہوں کی شکایت ہے +

ہندیان ٹرانسوال کی مدد کے لئے کلکتہ میں ایک لیگ قائم ہوئی۔ سالانہ چندہ تین روپیہ کم از کم ادا کرنا ہوگا +

نیشنل کانگریس لاہور میں پنجاب سے قریب پونے دو سو ڈیلیگیٹ شامل ہوئے۔ ان میں مسلمان صرف ایک نام پایا گیا ہے +

ناسک کے کلکٹر مسٹر جیکسن کا نوجوان قاتل مسمی اننت کنارے آرٹ سکول اورنگ آباد کا طالب علم نکلا +

مدناپور کے ایک بڑے زمیندار نے ولایت سے آسمانی سیر کے لئے ہوائی جہاز منگوانے کی فرمائش بھیجی ہے۔

گذشتہ ماہ نومبر میں ہندوستان سے چالیس ہزار ٹن گیہوں باہر سے گئے گیارہ لاکھ ۲ ہزار من صوبجات متحدہ میں اگلے سال رقبہ زیر کاشت گیہوں کی مقدار ۶۲ لاکھ ایکڑ بتلائی گئی۔

ٹیمز کا نامہ نگار ٹوکیو سے خبر دیتا ہے کہ خیال کیا جاتا ہے۔ کہ کوریں فدیاس نے قتل کیا گیا کہ وہ جاپانی افسرات کیساتھ کام کرتا تھا +

شہر ناسک کی پولیس نے مسٹر جیکسن کے قتل کئے جانے کے شمول میں چند آدمیوں کو گرفتار کیا ہے۔ ان سات آدمیوں پر قتل میں مدد دینے کا جرم ہے۔ جب ان لوگوں کے مکانوں کی تلاشی لیگئی تو بعض مکانوں سے پستول نکلے۔ یہ سب ہندو ہیں +

دسمبر کی ۹ تاریخ کو پرتگال اپورٹو بندرگاہ میں بسبب طوفان ۲ جہاز ڈوب گئے۔ اور ۱۰ جہاز زمین پر پھنس گئے ہیں۔ یہ جہاز انگریزی و جرمن سوداگروں کے ہیں۔ بادشاہ مینویل اپورٹو بھیجے ہیں تاکہ خود تحقیقات کریں۔

غالباً لانڈ منٹو وائسرائے صاحب موسم بہار کے سفر میں پوسہ۔ بنارس اور رامپور تشریف لے جاوینگے۔ اس کے بعد آپ پٹیالے جاوینگے۔ تاکہ مہاراجہ صاحب کو رسمی طور پر گدی پر سرفراز کریں۔

تلوار نام پرچہ سراسر باغیانہ ہے وہ برلن میں چھپوایا گیا۔ پیشانی پر کنجبت مدن لال کی مورت دی گئی ہے۔ ایسی لعین حرکات سے کیا ہوتا ہے سرکار کا کیا بگڑتا ہے۔ البتہ ملک کی بدنامی و بدقسمتی میں شبہ نہیں ہے +

اناکستان ولایت نے کانگریس لاہور کے والنٹیروں کے نام مفسدانہ اشتہار بھیجے جن کی سرکاری ممانعت ہو +

روس میں بچے یا جوان آدمی کے کفن کا رنگ زرد۔ عورت کا ارغوانی اور بیوہ کا بھورا ہوتا ہے۔ سیاہ رنگ کا کفن استعمال میں نہیں لایا جاتا۔

جو تحفہ شاہ ایران دربار کے موقعہ پر بھیجے ہیں۔ اسکی قیمت کا اندازہ ۸۰ ہزار پونڈ یعنی ۱۲ لاکھ روپیہ کیا گیا۔ اس میں نہایت بیش قیمت ہیرے اور موتی جڑے ہوئے ہیں +

نور افشاں

لودیانہ - جمعہ ۲۱ جنوری سنہ ۱۹۱۰ء

فہرست مضامین

ایڈیٹوریل نوٹس

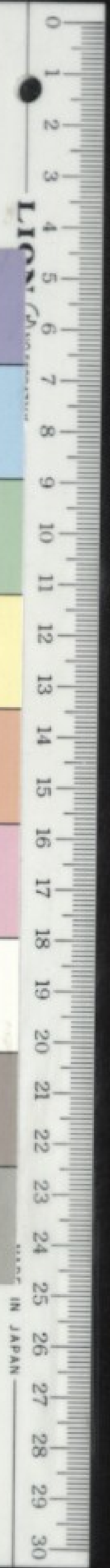
اخوت انسان

نمبر ۲

اگرچہ تمام دنیا میں مختلف اقوام آباد ہیں اور اُن کی زبانیں اور طرز زندگی میں بھی فرق ہے پر درحقیقت وہ ایک آدم کی نسل ہوکر آپس میں سب ایک ہیں- انجیل مقدس میں اس کی نسبت صاف صاف لکھا ہے- کہ اُس (خدا) نے ایک ہی اصل سے آدمیوں کی ہر ایک قوم تمام روئے زمین پر رہنے کے لئے پیدا کی- اعمال ۱۷: ۲۶- اس بنا پر سب ایک دوسرے سے رشتہ یا علاقہ رکھتے ہیں- اور عام معنوں میں ایک دوسرے کے بھائی ہیں- مگر چونکہ ایسی جدائی کرنے والی باتیں بیچ میں حایل ہوگئیں جن کے سبب سے اختلاف پیدا ہوگیا اور بھائی بھائی کا دشمن بنجاتا ہے- اور اگر وہ درمیان کی جدائی ڈالنے والی باتیں دور کی جاویں تو پھر آپس کا میل جول ہو سکتا ہے- سب سے بڑی قسم کی سدراہ جو اس اخوت انسان کے طریق کو برباد کرنے والی ہے- گناہ کی زہریلی اور نقصان رساں طرز زندگی ہے جو اپنا بُرا اثر آدم زاد میں زہر ہلاہل کی طرح شیطان کی بُری ترغیب سے اثر پذیر ہوکر دنیا پر ڈال رہی ہے- جب تک اس کا یہ چشمہ اور منبع جو انسان کا دل ہے تبدیل نکیا جاوے- تب تک اخوت انسان کا مبارک فعل اور عمل کسی طور سے بخوبی جاری نہیں ہو سکتا-

ہمعصر پرچارک مطبوعہ ۲۵ دسمبر سنہ ۱۹۰۹ء میں اخوت انسان پر ایک نوٹ لکھا گیا ہے جس میں ظاہر کیا گیا ہے کہ اخوت انسان نہایت ضروری اور لازمی مسئلہ ہے اور وہ ایک قوم کی دوسری قوم کے آدمیوں کے ساتھ شادی کر لینے سے پورا ہو سکتا ہے- کیونکہ اس جگہ ہمعصر ایک برہمو صاحب کی امریکن لیڈی سے شادی ہونے کی خبر درج کرتا ہے- جس کے متعلق اخوت انسان کا ذکر کرتا ہے- ہماری دانست میں یہ کام شادی کے مختلف اقوام میں راہ و ربط ہونے سے ہونا ناممکن ہے- ہاں ایسے میل و موافقت سے ایک طرح کا تعلق پیدا ہو جاوے گا- مگر اخوت انسان کا تعلق وہ نہیں ہو سکتا وہ تو صرف ایک بالواسطہ اور عارضی تعلق ہوگا- مگر اخوت انسان اس حالت میں قایم ہو سکتا ہے- جبکہ گناہ کی زہریلی جڑ نکالی جاوے- اور دل تبدیل ہوکر نیا مزاج حاصل ہو جاوے اور یہ کام خداوند یسوع مسیح سے انجام پایا ہے- جو انسان کے دل کو تبدیل کر کے اپنے پاک روح سے صاف کرتا ہے اور از سر نو زندگی عطا کر کے اصلی محبت اور رشتہ کو قایم کرتا ہے اور اخوت انسان کی گرہ سے دل کو باندھ دیتا ہے- تب نہ صرف یہ ایک ہی نتیجہ پیدا ہوتا ہے- بلکہ اس سے بڑھکر خدا کی محبت انسان کے دل میں جاگزین ہوتی ہے اور ساتھ ہی انسان کی محبت کا عمل بھی اخوت دل میں جوش زن ہو جاتا ہے اور یہ ہی تمام شریعت کا پورا کرنا اور شریعت الٰہی کا خلاصہ ہے- خدا سے محبت اور اپنے پڑوسی سے محبت۔

مذہبی تفاوت اور اختلاف تو ضرور ہے مگر جو ضد اور مخالفت ان مذہبوں کے پیرؤں کے دلوں میں پیدا ہو جاتی ہے اسکا اندازہ لگانا مشکل سے ہو سکتا ہے- گویا ایک مذہب کا پیرو دوسرے مذہب والے کو اپنا جانی دشمن سمجھتا ہے اور حتی المقدور قابو ڈھونڈھتا ہے کہ جس طرح سے ہوسکے فریق ثانی کو زک دے جسکے نتیجے یہاں تک پہونچتے ہیں کہ کشت و خون تک نوبت پہونچتی ہے- ایسی دشمنی ہماری دانست میں ایک بڑا افسوسناک گناہ ہے جس سے ہر ایک مذہب والے کو بڑا ہوشیار رہنا ضروری ہے- ہمعصر پرکاش مطبوعہ ۱۰ جنوری سنہ ۱۹۱۰ء میں دنیا نند شرما کی لکھی ہوئی ایک کھلی چٹھی جلد و اعظان و انیدیران محمدی کے نام شایع کرتا ہے- جس کے پڑھنے سے بڑی ضد اور مخاصمت کی بو کا پتہ لگتا ہے- جو مسلمانوں اور آریوں میں بڑھ رہی ہوئی ہے- ہماری رائے میں ایسی باتوں کو جہاں تک روکا جاوے مناسب ہے ورنہ ان کا نتیجہ بہت خطرناک ہونیکا اندیشہ ہے- ہر مذہب کے پیرو کو اپنے مذہب کی صداقت کا اظہار کرنا اور دوسروں پر انکی سچائی کو دلیلوں کیساتھ ثابت کرنا چاہیے اور یہ سب کچھ بڑی نرمی اور محبت سے ہو نہ کہ مخالفت اور دشمنی سے- مندرجہ بالا دونوں فرقوں کے درمیان یہانتک میں میں تو تو ہو رہی ہے کہ ایک تو پیشوا کو بجائے سوامی جی کے بابا لکھتے ہیں اور دوسرے بجائے حضرت کے میاں کہنے کو تیار ہیں- مگر عقلمند



دینی سوال و جواب

ایڈیٹر ریویو آف ریلیجنز کو جواب

قولہ۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ہی ان لوگوں کے آقا اور قدرتی سردار تھے۔

اقول۔ جب میدان مار لیا تو پھر کون مقابلہ پر تھا؟ بادشاہ کہئے تو درست ہے۔ سلطان کہئے تو درست ہے۔

قولہ۔ اس طرح آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو محض رسالت کا ہی کام نہ رہا۔ بلکہ ایک مدبر امور سلطنت کے فرائض کو بھی انجام دینا پڑا۔

اقول۔ اب کیا تھا دین اور دنیا دونوں کے مالک بنگئے کہاں سے کہاں تک ترقی کرتے ہوئے آگے بڑھگئے۔ عوام الناس سے دینی پیشوا۔ گدا سے بادشاہ ہوگئے۔

قولہ۔ اس طرح یہ جمہوریت ان حالات اور واقعات کا نتیجہ تھی جو کہ مدینہ میں مسلمانوں کو پیش آئے تھے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ حکومت اس وجہ سے قائم نہیں کی تھی کہ معاذ اللہ آپ کو کسی دنیاوی عظمت کی خواہش تھی بلکہ آپ نے جو کچھ کیا وہ مسلمانوں کے فوائد کو ملحوظ رکھکر کیا ملک کی ابتری اور بے امنی کو باقاعدہ حکومت اور امن سے تبدیل کردیا۔

اقول۔ اگر صرف ربّی معاملہ تھا تو پھر عنان حکومت ہاتھ میں لینا کیا مطلب رکھتا ہے؟ مسلمانوں کا فائدہ اپنا فائدہ تھا۔ اس سے کون انکار کرسکتا ہے اور اپنا فائدہ کون شخص نہیں کرتا؟ جو باتیں پہلے ہوتی تھیں وہ ہی باتیں اس کے بعد واقع ہوتی رہیں وہ کون سا امن تھا جو اسلام نے عرب میں قائم کیا۔ کشت و خون تو برابر جاری رہا۔ ہاں اسلامی سلطنت تو جاری ہوگئی۔

قولہ۔ اہل شہر کی پشتینی دشمنی اخوت اور باہمی محبت کے خیالات سے متبدل ہوگئی۔ یہ خوشگوار تبدیلی محض مدینہ تک ہی محدود نہ رہی۔ بلکہ عرب بھر میں پھیل گئی۔ اور وہ ملک جہاں ہمیشہ جھگڑے اور دائمی لڑائیاں ہوا کرتی تھیں اب ایسا تبدیل ہوا کہ گویا باغ ارم بن گیا۔ وہ قبائل جو ہمیشہ ایک دوسرے سے لڑتے تھے۔ اب ایسے متفق ہوئے۔ گویا حقیقی بھائی بنگئے۔

اقول۔ اگر اسلام نے ایسا اثر عرب پر ڈالا تو یہ اچھی بات اور خوبی کا کام ہوا۔ پر جہاں تک تواریخ ہم کو خبر دے رہی ہے ہم کو یہ بات معلوم ہوتی ہے کہ اسلام نے اُس وقت سے بعد دیر تک بلکہ اسلامی ممالک میں تا ہنوز جہاد کو جاری رکھا ہے اور امن کا نام اگر جہاد کو عمل میں لاتے ہوئے قائم رکھنے سے مراد ہے تب تو اور بات ہے پر تلوار تو عربوں کی طرح مسلمانوں کے ہاتھ میں برابر رہی ہے۔ اور امن معدوم

قولہ۔ باوجود اس عہدنامے کے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم بمشکل تمام محفوظ تھے۔ اگرچہ بہت سے لوگ مسلمان ہوگئے تھے۔ تاہم بہت سے ایسے بھی تھے۔ جن کے دلوں میں نفرت تھی۔

اقول۔ اہل اسلام کی سخت جہادی حملوں نے تو ناکوں میں دم کردیا تھا نفرت نہ ہوتی تو اور کیا ہوتا تھوڑی لوٹ مار ہوتی تھی اور وہ بھی حکم خدا سے؟

قولہ۔ مگر قریش اور قریش کے اکسائے ہوئے دوسرے عرب کے قبائل جو چاروں طرف سے آنحضرت کو دکھ دے رہے تھے آپ کو اپنے حال پر چھوڑ دیتے تو مسلمان کبھی تلوار نیام سے نہ نکالتے۔

اقول۔ قوم قریش نے مسلمانوں سے مجبور ہو کر جنگ اختیار کیا نہ کہ بیٹھے خوشی سے بلکہ جب اہل اسلام گروہ کے گروہ جمع ہو کر لوٹ پر لوٹ کرنے لگے۔ تو پھر قریش کیا کرتے؟ یہ عجیب بات ہے کہ اسلام کا نیا فرقہ جو جا بجا وہ کرتا اور قریش چپ چاپ دبکر بیٹھ جاتے یہ کیونکر ممکن تھا۔ وہ امن رکھنا چاہتے تھے اور اسلامی فرقہ تیغ کرنے پر آمادہ تھا۔ اور جہاد کا اعلان موجود تھا۔ بہت ہی بہتر اور خوب تھا اگر مسلمان کبھی تلوار نیام سے نہ نکالتے پر نصیحت اور تعلیم کے ذریعہ سے اہل عرب کو راستی کی بشارت دیتے۔ جیسا کہ اُن کا دعوے ہے۔ پر تلوار پکڑنے سے تو وہ کام ہوگیا۔ جس کی مثل ایک کام دو کاج ہے۔

قولہ۔ قریش کا اصل مقصد کیا تھا؟ میں کہوں گا اشاعت اسلام کو روکنا اور یہی وجہ تھی کہ وہ حج کے موقعہ پر مختلف جماعتوں کو مختلف راستوں پر مقرر کردیتے تھے۔ کہ حاجیوں کو آپکا کلام سننے سے روکیں۔ جہاں تک اُن سے ہوسکا انہوں نے کوئی دقیقہ نہ اُٹھا رکھا کہ اشاعت اسلام کو روک دیں۔

اقول۔ چونکہ اسلام کی اشاعت کیساتھ دنیاوی رخ بھی شامل تھا تعجب نہیں کہ قریش نے اس قسم کی مخالفت کی۔ اگر محض دینی معاملہ ہوتا تو قریش اتنی مخالفت پر ہرگز نہ تلتے۔ لیکن چونکہ دونوں باتیں مشترک تھیں اُن کو ضرور خوف تھا۔ جس کی پیش بندی کرنا وہ اپنا فرض سمجھتے تھے۔

قولہ۔ اس نئے مذہب کی کیوں مخالفت ہوتی اس کا جواب صاف ہے کہ عرب کا قومی مذہب تباہ ہوتا تھا اور اس کی اشاعت سے کعبہ کے پجاریوں یعنے قریش کی عظمت میں فرق آتا تھا۔

اقول۔ یہ بھی سبب ہو سکتا ہے پر اگر یہی سبب ہوتا تو اتنی مخالفت کی چنداں ضرورت نہ تھی۔ مگر سبب تو جنگ تھا جسکے لئے یہ نیا فرقہ پہلے ہی سے تیار ہوتا جاتا تھا اور مقابلے کے لئے ہمہ تن بر سر مقابلہ ہو کر مرنے مارنے پر تیار تھا اس حالت میں وہ کیونکر رک سکتے تھے۔ ازاں تو تجربہ ۔۔۔

مراسلات

ارکان ستہ

(گزشتہ اشاعت سے آگے)

قرآن کے مصنف نے تصور خدا سے جو عرب کے اہل الکتاب سے باہر تمام اقوام عرب میں مانا اور یقین کیا جاتا تھا بعض معقول بنیادوں پر اس کا انکار کیا اور جو آیات میں سُنا چکا ہوں ان سے روشن ہے کہ سوائے اسم اللہ کے باقی تمام معانی عربی خدائیت کے رد کر دیئے اور یہ امر تو ظاہر ہے کہ عربی اللہ اپنے بیٹے بیٹیوں کے ایک گروہ کثیر سے بنا ہوا تھا۔ اور اُس کیساتھ عربوں نے مردوں کی روحوں اور بعض بزرگان قوم کو بھی معبود ہونیکی لیاقت میں شریک کر رکھا تھا۔ پر جب مصنف قرآن نے عربی اقوام کے اللہ کا یہ حال دیکھا تو اُس کے بیٹوں اور بیٹیوں اور دیگر شریکوں کی ایک سرے سے صفائی بلا دی اور اس صفائی میں عربوں کے اعتقاد کا کوئی جزو باقی نہ چھوڑا جس کا انکار نہ کیا ہو۔ مگر آپ نے عربوں کے اللہ کا معنوی انکار کر کے حرف اسم اللہ اپنے لئے باقی رکھا تاکہ اس میں عربوں کے روبرو وہ اپنے معانی کا خدا بنا کر پیش کرینگے اور عربوں نے بھی یہی سمجھا کہ مصنف قرآن ہمارے معانی کے اللہ کا منکر ہے۔ اور اس وجہ سے جب مصنف قرآن نے اسم اللہ کو وحدت الٰہی کے معانی دیئے تو بت پرستان عرب نے اس اللہ کی نہ تو عزت کی اور نہ اس کی عبادت کی طرف مائل ہوئے

غرضیکہ مصنف قرآن نے تصور خدا کے اللہ کے تمام الٰہی معانی رد کئے اور بت پرستوں نے ایسا ہی سمجھا اور جن بنیادوں پر عربوں کے اللہ کے معانی رد کئے گئے ہیں وہ یہ ہیں۔

اول کہ قرآن کے محکمات کے مصنف کے دل میں ایک ایسی وحدت الٰہی کا یقین تھا جس کی صداقت ایک قوم کی کتاب سے پایۂ ثبوت کو پہنچتی تھی۔

دوم۔ بت پرستان عرب اپنے معانی اور یقین کے اللہ کی سچائی پر کوئی کتاب یا تحریر نہ رکھتے تھے جس سے ان کا اعتقاد ثابت ہو سکتا ہے اس لئے اللہ کی بابت جو ان کے عقائد تھے محض وہم پرستی کی بنا پر تھے۔

اس وجہ سے مصنف قرآن نے بار بار اُن سے یہ طلب کیا کہ وہ اپنے عقائد کے ثبوت میں اگر سچے ہیں تو کتاب کو پیش کریں۔ فَأْتُوا بِكِتَابِكُمْ إِنْ كُنْتُمْ صَادِقِينَ۔ أَمْ لَكُمْ سُلْطَانٌ مُبِينٌ۔ يُجَادِلُ فِي اللَّهِ بِغَيْرِ عِلْمٍ وَلَا هُدًى وَلَا كِتَابٍ مُنِيرٍ۔ یہ وہ فقرے ہیں جو مصنف قرآن کے دعوے کے زور کو لئے ہوئے ہیں۔ اور انہیں فقروں کا مفہوم بت پرستان عرب کے اللہ کے انکار کا باعث ہوا کیونکہ بت پرستان عرب اس مفہوم کو نہ رکھتے تھے۔

سوم۔ چونکہ بت پرستان عرب کا اعتقاد اللہ کے بارے میں علمی کتاب اور ہدایت اور کتاب منیر اور سلطان مبین کے خلاف تھا۔ لہذا مصنف قرآن نے عربوں پر شیطان پرستوں اور کاذبوں کے نام سے فتوے لگا دیئے۔ اور قرار دیا کہ چونکہ اللہ کی کوئی جورو نہیں ہے۔ جیسا کہ عربوں کے اعتقاد سے ثابت ہے۔ لہذا ان کے اعتقاد باطل اور اُن کے معبود جھوٹے ہیں۔ مگر اسم اللہ کو اپنے معانی کے معبود کے معانی ادا کرنے کی غرض سے بچا رکھا۔ اور باقی تمام مطالب اڑا دیئے۔

اب حاضرین پر یہ ایک عظیم حقیقت میرے گذرے بیان سے روشن ہو چکی کہ مصنف قرآن نے جس امر کو مدنظر رکھکر اللہ کی بابت عربوں کے اعتقاد پر کفر کا فتویٰ لگا دیا وہ امر اس کی اپنی ایجاد نہ تھا اور نہ اس نے اپنی مرضی کی بنیاد پر تصور خدا کے اللہ کا انکار کیا۔ مگر کتاب منیر اور ہدایت اور کتاب کے علم اور سلطان مبین کی بنیاد پر یہ سب کچھ کیا۔

اب میں بتاتا ہوں کہ علم اور ہدایت اور کتاب اور کتاب منیر اور سلطان مبین سے کیا مراد ہے۔ اس لئے

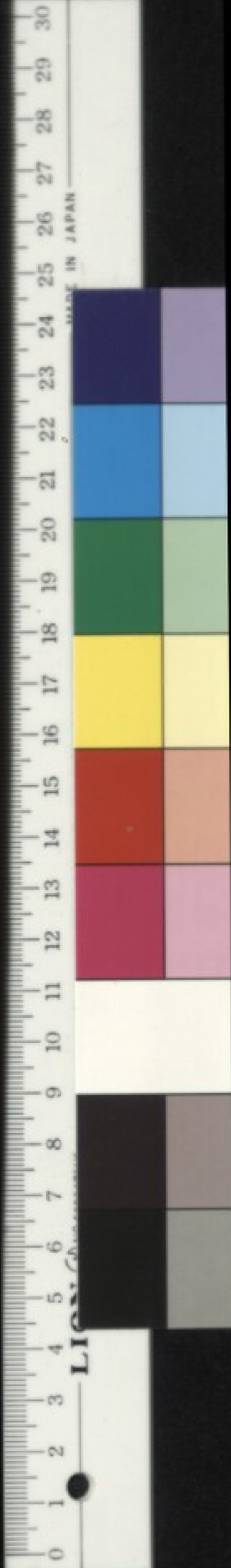
وَيَقُولُ الَّذِينَ كَفَرُوا لَسْتَ مُرْسَلًا قُلْ كَفَىٰ بِاللَّهِ شَهِيدًا بَيْنِي وَبَيْنَكُمْ وَمَنْ عِنْدَهُ عِلْمُ الْكِتَابِ۔ یعنے اور کافر کہتے ہیں کہ تو اللہ کا بھیجا ہوا نہیں ہے تو کہہ دے کہ میرے اور تمہارے درمیان اللہ اور وہ جن کو کتاب کا علم ہے۔ کافی گواہ ہیں رعد آخری آیت۔ قَالَ الَّذِي عِنْدَهُ عِلْمٌ مِنَ الْكِتَابِ۔ نمل آیت ۴۰۔ (باقی آئندہ)

ویدک شائستگی

شادی میں جہاں آزاد انتخاب ہوتا ہے وہاں کبھی کبھی دل شکنی بھی ہوا کرتی ہے۔ مثلاً سوریا جب اپنے دل میں شوہر مانگ رہی تھی۔ اور سورج نے جب سوریا کو دان کیا تو سوم اُس سے بیاہ کرنا چاہتا تھا۔ پر دونوں اشون ہی اس کے دولہا مقبول ہوئے۔“ ۱۰: ۸۵: ۹

سوریا کس طرح اشون کے ہاتھ لگی۔ اس قصے کا بیان پیشتر ہو چکا۔ یہ تو دیوتاؤں کا معاملہ ہے۔ غالباً کسی قدرتی نظارے کو ویدک شاعر نے اس طرح کے استعارے کی صورت میں بیان کیا سو اس سے کوئی عام نتیجہ نکالا نہیں جا سکتا۔ محض اتنا معلوم ہوتا ہے کہ کبھی کبھی ایک ہی لڑکی پر بہت سے جوان عاشق ہو جاتے ہونگے جن میں سے ایک کو لڑکی مل جاتی تھی۔ باقی مایوس ہو کر افسوس کرتے تھے۔

دونوں اشون کے ساتھ سوریا کی شادی سے بعض گمان کرسکتے ہیں کہ ویدک زمانے میں ایک عورت کی ایک سے زیادہ مردوں سے بھی شادی ہوا کرتی ہوگی لیکن یہاں یہ خیال کرنا چاہیے کہ اشون ایک ایسا توام تصور کئے گئے ہیں کہ رگوید میں وہ ہمیشہ اکٹھے بلائے جاتے۔ اور



اُن کا سارا کام ایک ہو سو اس بیاہ کے تصور میں بھی وہ دونوں ایک ہے لہٰذا اشون کیساتھ سوریا کی شادی سے ویدک زمانے میں کثیر الشوہر ہونے کے دستور کے گمان کرنے کی ضرورت نہیں۔

رگوید ۱: ۸۵ سوکت میں سوریا کی شادی کا مفصل بیان پایا جاتا ہے۔ جس سے اُن دنوں کی شادی کے چند دستور معلوم ہو سکتے ہیں۔ مثلاً سورج اپنی بیٹی کے ساتھ جہیز دیتا ہے اور جہیز کی چیزیں آگے آگے جاتی ہیں (رچہ ۱۲ و ۳۰ و ۳۸) جہیز میں اور اور چیزوں کے ساتھ گائے بھی دی جاتی تھیں (رچہ ۱۳) دولہا کے دوست برات بن کر لڑکی کے گھر آتے تھے "جن رستوں سے ہمارے دوست شادی کے واسطے لڑکی کے مانگنے کو جاتے ہیں وہ سیدھے اور بے کانٹے ہوویں" (رچہ ۲۳) دلہن کے بدن پر اُبٹن ملا جاتا تھا (رچہ ۷) دلہن کے ساتھ سہیلیاں اور لونڈیاں ہوا کرتی تھیں (رچہ ۶) دلہن کے رتھ پر شوہر کے گھر جاتی تھی (رچہ ۱۰ وغیرہ) جاتے وقت اور شوہر کے گھر پہنچتے وقت اُس کو یوں برکت دی جاتی تھی۔

"اُس ناری کو اس جگہ سے (یعنے باپ کے گھر سے) کھول دیتا ہوں۔ دوسری جگہ سے (یعنے شوہر کے گھر سے) نہیں دوسری جگہ کے اس کو اچھی طرح گانٹھتا ہوں۔ اے بارش برسانے والے اندر یہ خوش نصیب اور عمدہ بیٹے والی ہو (رچہ ۲۵)، پوشا تیرے ہاتھ پکڑ کر تجھے یہاں سے جاوے دونوں اشون تجھے رتھ پر اٹھا لیویں۔ گھر میں جا گھر کی مالک بن گھر کے سب پر مالکن کے حکومت کر (رچہ ۲۶) اس جگہ پر لڑکے لڑکیاں پیدا ہو کر تیری خوشی کے باعث ہوں۔ اس گھر میں ہوشیاری سے گھر کا کام کر اس شوہر کے ساتھ اپنے جسم کو ملا۔ بڑھاپے تک اپنے گھر میں حکومت کر (رچہ ۲۷) وہ جو دشمنی کرنے کے لئے اس شوہر جورو کے پاس آتے ہیں ہلاک ہوویں۔ شوہر جورو سہولیت سے بے مصیبتوں کو کاٹیں۔ دشمن دور بھاگ جاویں (رچہ ۳۲) یہ بہو بڑی نیک نشان والی ہے۔ تم آؤ اسے دیکھو یہ خوش نصیب یعنے شوہر کی پیاری ہو۔ اس طرح کی برکت دیکر اپنے گھر واپس جاؤ (رچہ ۳۳)" آخری رچہ سے معلوم ہوتا ہے کہ شوہر کے گھر پہنچنے پر نئی بہو کے استقبال کرنے کے لئے لوگ جمع ہوتے تھے۔ اور بہو کو برکت دے کر رخصت ہوتے۔"

"اے دولہا۔ دلہن۔ تم دونوں اس جگہ پر رہو ایک دوسرے سے جدا مت ہو۔ مختلف چیزیں کھاؤ۔ اپنے گھر میں رہ کر بیٹوں اور پوتوں کے ساتھ خوشی و خرمی کرو" (رچہ ۴۲)

دولہا دلہن سے کہتا ہے تو خوش نصیب ہوگی۔ اس لئے میں تیرا ہاتھ پکڑتا ہوں مجھ کو شوہر پاکر بڑھاپے تک پہنچ یہ دعا مانگتا ہوں۔ بھگ اور اریاما (Aryama) اور بڑا مہربان سویتا (Savita) ان دیوتاؤں نے میرے ساتھ گھر کرنے کے لئے تجھے میرے ہاتھ سونپا ہے (رچہ ۳۶) پرجاپتی ہمارے بیٹے بیٹیاں پیدا کرے۔ اریاما بڑھاپے تک ہم کو ملا رکھے۔ اے بہو تو عمدہ فضل والی ہو کے شوہر کے گھر میں قیام کر۔ ہمارے غلام لونڈی اور ہمارے مویشی کو فائدہ پہونچا (رچہ ۴۳) تیری آنکھیں بے عیب ہوں۔ تو شوہر کے لئے فائدہ مند ہو۔ مویشیوں کے لئے فائدہ مند ہو۔ تیرا دل خوش اور تیرا چہرہ رونق دار ہو تو بہادر بیٹوں کی جننے والی اور دیوتاؤں کی بھگتن ہو۔ ہمارے غلام لونڈی اور ہمارے مویشی کو فائدہ پہنچا (رچہ ۴۴) (باقی آئندہ)

لوٹ کا انتخاب

یہی خوشی وہ ہے جو ہمیں موجودہ حالت سے بے آرامی رکھتی آدمی دور زمانوں میں اکثر آپ کو خوش پاتا یعنی ماضی اور استقبال میں۔ زمانۂ حال میں ماضی کے غم و رنج جو ایک وقت سینہ میں نشتر کی طرح چبھتے اور جگر میں کانٹے کی طرح کھٹکتے تھے بھول جاتے۔ وہ تکلیفیں جو ایک وقت حریف خونخوار کی طرح محاصرہ تھیں۔ اُن کا تحسس بھی امتداد زمانہ سے ڈھل گیا۔ کیونکہ ان کی موجودگی جاتی رہی۔ مثلاً اگر ہمارا کوئی عزیز اس دار فنا سے اپنا رخت حیات دار بقا کی سمت درست کر جاتا ہے تو جو غم کی جلن اس کی مردہ بے حس و حرکت نعش کے سامنے پڑے ہونے کے وقت ہوتی۔ آنکھوں سے پوشیدہ ہو جانے پر نہیں رہتی۔ غلبۂ قلق جو دفن کی پہلی شب رہتا دوسری پر ویسا نہیں رہتا اس لئے کہ ہمارے حواس اس وقت بزور متاثر ہوتے ہیں۔ جو اس کی خالی جگہ سے پیدا ہوتا۔ یا اُس کی کسی چیز سے ہم اُن چیزوں سے جو ہمارے قریب ہوتیں اور ہمارے حواس سے مس کرتیں عجیب طور پر متاثر ہوا کرتے ہیں۔ لیکن ان کے دور پڑ جانے یا نگاہوں سے پرے ہو جانے پر اُن کا مس سیبل یاد (میموری) ہمارے حافظہ پر رہ جاتا جو حقیقت کی فقط ایک خارجی تصویر ہے۔ ہاں اپنے مردہ بچہ کی فوٹو دیکھ کر زار و قطار روتی اور تسلی پذیر نہیں ہوتی۔ پر اگر مردہ بچہ کسی طرح قبر سے زندہ ہو کر اُس کی گود میں آ جائے تو سارے آنسو مسرت اور خوشی اور شکر گزاری میں تبدیل ہو جائینگے ایسا کیوں ہوا؟ فوٹو بھی تو اُسی بچہ کی شبیہ کا عکس تھی ماں جانتی کہ عکس اصل بچہ نہیں۔ وہ شے ہی کچھ اور تھی۔ زندہ بچہ عکس نہیں بلکہ حقیقت۔ اس حقیقت نے یکایک اس کی حالت دگرگوں کردی۔ میموری (یاد)

ایسی ہی ہے وہ گویا تصویر خانہ ہے جس میں مختلف چیزیں اور کیفیتیں مصور ہو جاتی ہیں۔ اسی نہج پر وہ واقعات اور حادثات جو ماضی سے متعلق ہیں میموری میں متحفظ رہ جاتے اور آدمی اپنی موجودہ حالت کا اس سے مقابلہ کرتا اور دیکھتا کہ گذرا زمانہ اب سے بہتر تھا اس مقابلہ میں مغالطہ یہ ہے کہ ایک کی حقیقت دوسرے کے عکس کے پہلو بہ پہلو رکھکر دیکھی جاتی۔ ماضی میں بہتر کیا ہے؟ ماضی وہی ہے جو ایک دن حال تھی اور اس وقت کوئی مسرت سوائے کڑواہٹ اُس میں نہ تھی۔ اب اُسے کیوں اچھا یا بہتر کہا جاتا۔ بات یہ ہے کہ ماضی حواس پر اپنے اثر کا دباؤ اب نہیں رکھتی۔ وہ تو بطریق یاد موجود ہے۔ تم ماضی کو حال کر دو اور حال کو ماضی۔ اب حال اچھا معلوم ہوگا اور ماضی بُرا کیونکہ اب حواس پر دباؤ ماضی کا پڑ رہا ہے اور حال میموری ہو گیا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ لوگ عموماً ماضی کو نیکی سے یاد کرتے اور حال پر کڑکڑاتے اور بُرا بھلا کہتے استقبال کا حال بھی من عن یہی ہے۔ اُس میں جو پیاری اور آپ کی دلداری بن رہی ہے۔ آپ کی امید ہو اور بھلے دنوں کی آرزو۔ پنجابی میں کہتے "ڈروٹ زمانہ کٹ بھلے دن آون گے" یہی اُمید کی دیوی کبھی تم کو رُلاتی اور کبھی ہنساتی ہے۔ اُمید کا منقطع ہونا موت ہے۔ دنیا باُمید قائم۔ حال میں اگر تمہاری موہومہ اُمیدیں اپنی اصل شکل میں جلوہ نما ہوتی ہیں گو امید بنی رہتی ہے۔ کیونکہ حال اور اُمید میں موافقت نہیں۔ عزیز۔ حال وہی ہے۔ جو ایک دن استقبال۔ آج وہی ہے جو کل کل تھا اور جس کی اُمید پر تھا گل تھا۔

ضرورت۔

۲ ۴

ایک سرگرم محنت کش اور تجربہ کار بائیبل وومن کی ضرورت ہے جو شہر میں زنانہ کام اور نیز دیہات میں بشارت کا کام کر سکے۔ بہ نفل پر درخواستیں معہ نقول اسناد کے فوراً بھیجنی چاہئے۔

المشتہر مس سکلنیڈسی۔ اے۔ زنونہ مشن جبلہ ضلع گوردا سپور

انتقال پُر ملال

ہر آنکہ زاد بناچار بائیدش نوشید
ز جام دہر مئے کل من علیہا فان

نہایت افسوس اور رنج کیساتھ اسبات کی خبر دی جاتی ہے کہ پنجاب کے نامور خاندان بابو سنگھی صاحب کا ایک اور ستون یاں مسیحی کلیسیا کے حامیوں میں سے ایک نیک حکام میں سے ایک اعلیٰ اوصاف کا حاکم۔ جو کہ اپنی مسیحی طبیعت و چال کے لحاظ سے پنجاب میں منصف اور نیک نیت اور سب کیساتھ یکساں برتاؤ کرنے والا۔ اچانک بعارضہ فالج مورخہ ۹ تاریخ جنوری بوقت ۱۱ بجے رات کے اسسٹنٹ مہتمم بندوبست ضلع گورداسپور مشہور و معروف مسٹر ارسی سنگھا صاحب اس دنیا فانی سے کوچ کر گئے۔ اور دم دینے سے پیشتر اپنے مسیحی ایمان کا اظہار بڑی دلیری و تسلی کے ساتھ کیا اور خوشی سے ہمیشہ کے لئے سو گئے۔ اور اپنے پیچھے بیٹے اور بیٹیاں اور نیک مزاج بیوی۔ عزیزاں چھوڑ گئے اے ناظرین یوں تو اس کارگاہ بے ثبات میں کسی چیز کو بھی قرار نہیں ہے اور ہر فرد بشر کو جو مہمان سرائے عالم میں مسافرانہ اگر سکون پذیر ہوا ہے۔ ناگزیر ایک نہ ایک دن اُس کو رخت سفر باندھ کر نقل مکان کرنا ہے مگر حقیقت یہ ہے کہ بعض واقعات مرگ کچھ ایسے بلاخیز واقع ہوتے ہیں جن کا اثر نہ صرف طبقہ خواص تک ہی محدود رہتا ہے۔ بلکہ عوام پر بھی وہ اپنا کچھ اثر ڈالے بغیر نہیں رہتے۔ جوانوں کی بے وقت موت پر اکثر زمانہ میں بہت افسوس کیا جاتا ہے۔ سوائے

* یقین ہے کہ پھر کسی وقت کوئی صاحب مفصل ان کی بابت لکھینگے۔

صاحبان دو ماہ گذرے ہیں۔ کہ اس کا چھوٹا بھائی ایس۔ ایس سنگھا۔ لاہور میں خداوند کے پاس چلا گیا۔ اور اس کے بعد آپ دونوں خاندان کا فخر قوم اور کلیسیا کے فخر تھے۔ سو آپ ان کے پس ماندگان کے لئے دعا خیر کریں۔ خدا ہی جو تسلی کا چشمہ ہے اور ان کو تسلی و صبر عنایت فرمائیگا۔

خادم بی۔ اے شرف از گورداسپور۔

انتقال پُر ملال

سرائے فانی ہے دنیا مقام فانی ہے
کسے حصول یہاں عمر جاودانی ہے۔
جو چند روز جئے یاں پہ تاب تو کیا ہے۔
عدم کی گھاٹی تو سب ہی کو پیش آنی ہے۔

ناظرین نور افشاں کو معلوم ہے کہ قریباً دو ماہ گذرے کہ مسٹر انتونی سنگھا بمقام لاہور فوت ہو گئے تھے۔ مگر اب اُن کے بڑے بھائی مسٹر آر۔ سی سنگھا ای۔ اے۔ سی بعارضہ دماغی ۹ جنوری کی رات کو اچانک اس دنیائے فانی سے کوچ کر گئے آپ دورے پر آئے ہوئے تھے۔ موضع کلیری میں بیمار ہوئے۔ اور وہیں چوبیس گھنٹے کے اندر جان بحق تسلیم ہو گئے۔ مرحوم کا جنازہ ۱۰ جنوری کو بمقام بٹالہ لایا گیا۔ اس موت کی خبر سنکر ضلع گورداسپور کے رئیس و دیگر احباب کہ ڈپٹی کمشنر صاحب بہادر بھی بٹالہ تشریف لے آئے اور دیگر احباب بھی مختلف جگہوں سے خبر پاکر آ گئے تھے۔ جنازہ پر ہندو اور مسلمانوں کا اس قدر ہجوم تھا کہ چلنے کو راہ نہیں ملتا تھا۔ مرحوم نہایت ہی خلیق اور ہر دلعزیز تھے۔ اور خصوصاً کرسچن کمیونٹی کیلئے باعث فخر تھے۔ انہیں وہ صفات قابل تقلید تھیں

اول یہ کہ ہر کہ و مہ سے باحسن سلوک پیش آتے تھے۔ دوم اپنے کام کو دیانت داری سے کرتے تھے۔ آپ کا جنازہ اول گرجے میں پڑھا گیا اور مابعد قبرستان میں لاکر والدین کے قدموں میں دفن کیا گیا۔

آخر میں التماس ہے کہ ناظرین ان کے پسماندگان کے لئے خدا سے دعا کریں کہ وہ انہیں صبر جمیل عطا کرے آمین۔

تائب لودیانوی۔ حال مقیم بٹالہ۔

ویدِ مقدس و قرآن کریم

یا

خواجہ کمال الدین صاحب و سوامی درشنانند سرسوتی

شروع دسمبر ۱۹۰۹ء میں خواجہ صاحب نے گجرات میں وید مقدس و قرآن کریم پر لیکچر دیتے ہوئے فرمایا کہ تمام مذہبی کتب خدا کی طرف سے ہیں۔ مگر قرآن چونکہ سب سے پیچھے آیا۔ اس لئے سب سے فائق لہذا سب کے عوض میں مکمل کتاب اور تمام دنیا کے ماننے کے لائق ہے اس پر میں صرف دو امور عرض کرنا چاہتا ہوں۔ اول کثرت الازدواجی کے مسئلے کو صاحب قرآن نے نہ صرف جائز ٹھہرایا بلکہ اس پر عمل کرکے نمونہ بھی دیئے یہ سب پر ظاہر ہے کہ اس اجازت اور نمونہ پر عمل کرنے سے خاندانی معاشرتی اور اخلاقی زندگی پر کیسے ناگفتہ بہ اثر ہوتے ہیں۔

دوم۔ سود کے دینے اور لینے کو ناجائز ٹھہرانے کا کیسا برا اثر تجارت اور مالی ثروت کے ناحاصل ہونے پر ہوتا ہے۔ یا یوں کہو کہ ان دونوں قواعد پر عمل کرنے سے قوم کا خاندانی معاشرتی۔ اخلاقی۔ تجارتی اور مالی نقصان پرلے درجے کا ہے۔ لہذا ان حکموں کے ماننے والے مسیحیوں پر بلکہ ہندوؤں پر بھی کبھی سبقت لے جا نہیں سکتے۔ اور نہ کبھی لے گئے اگر ہسپانیہ میں محمدیوں کا عیسائیوں پر سبقت لیجانا مان بھی لیا جاوے تو یہ محض اس لئے ہوگا کہ عیسائی اپنی شریعت کو پیچھے ڈال بیٹھے تھے اور پوپ نے اس کا پڑھنا بلکہ سننا کفر ٹھہرایا تھا جب سے عیسائی اُسے پڑھنے لگے ہیں وہ حالت بدلگئی ہے۔

خواجہ صاحب کے جواب میں ۹ جنوری ۱۹۱۰ء کو سوامی درشنانند جی نے آریہ مندر گجرات میں لیکچر دیتے ہوئے فرمایا کہ وید اصلی الہام الٰہی ہے۔ دیگر تمام مذاہب ویدک مذہب سے نکلے ہوئے ہیں جس طرح سورج سے تمام قسم کے چراغ۔ لمپ۔ بجلی وغیرہ ظہور میں آتے ہیں۔ سوامی صاحب کا کلام کہاں تک درست ہو سکتا ہے۔ وہ ان چار سوالوں کے جوابوں سے ظاہر ہو جائیگا جو کہ میں نے دس جنوری کو سوامی جی کے پاس روانہ کئے۔ اصل سوال و جواب ذیل میں درج ہیں۔

سوال اول۔ گناہ دنیا میں کس طرح آیا اور اس کا دفعیہ کس طرح ہوگا؟

جواب۔ گناہ مادی اشیاء کے تعلق سے پیدا ہوتا ہے۔ اگر من کو مادہ کی طرف سے ہٹا کر اپنے اندر کی طرف خدا سے لگایا جاوے تو گناہوں سے چھٹکارہ ہوتا ہے

سوال دوم۔ اس دنیا میں ہوتے ہوئے کوئی آدمی گناہ سے مبرا ہو سکتا ہے؟ کہ نہیں؟ اگر ہو سکتا ہے تو دس پانچ نام بتایئے۔ تاکہ اُن کی زندگی سے اس بات کی تحقیق کی جاوے۔ اگر نہیں ہو سکتا تو انسان گناہ سے مبرا کب اور کس طرح ہونگے؟

جواب۔ اس دنیا میں بہت سے آدمی جو مادی چیزوں کے اہنکار سے خالی ہیں۔ گناہ سے بری ہو سکتے ہیں اور بام دیو وغیرہ بہت سے ہوئے ہیں۔ اور اس وقت بھی بہت سے ہونگے۔

سوال سوم۔ اگر آپ کا مذہب روحانی ہے۔ تو جسمانی باتوں یعنی کھانے پینے سے روح پر اثر نہیں ہونا چاہئے یعنی ہر ایک کے ساتھ کھا لینا چاہئے خواہ کسی مذہب کا شخص ہو۔ اگر آپ کھاتے ہیں تو میں آپ کو کھانے کی دعوت دیتا ہوں۔ آج شام کو تشریف لاکر غریب خانہ پر تناول فرماویں۔ ورنہ مجھے اپنے ہاں ایک دن اپنے ساتھ دسترخوان پر کھلادیں۔ اگر آپ یہ نہیں کر سکتے تو آپ کا مذہب تمام دنیا کے لئے عالمگیر نہ ہوگا۔

جواب۔ کھانے پینے کا تعلق روح سے نہیں بلکہ دل سے ہے۔ دل کے خراب ہونے سے روحانی کاموں میں رکاوٹ ہوتی ہے۔ جیسے لمپ کی چمنی بگڑنے سے روشنی کے کام نقص سے معمور ہوتے ہیں۔

سوال چہارم۔ آپ نے کل فرمایا کہ خدا نیست سے ہست نہیں کر سکتا تو کیا آپ اُس کو قادر مطلق کہیں گے؟

جواب۔ خدا نیست سے ہست نہیں کر سکتا۔ اگر قادر مطلق کے یہ معنے لئے جاویں کہ خدا جو چاہے کر سکتا ہے تو تمام مذاہب کی بنیاد ہی غلط ہو جاتی ہے۔ قادر مطلق کے معنے ہیں ہر ہستی پر حاوی۔ نہ کہ نیستی سے ہست کرنے والا

جوابوں پر نوٹ:۔

۱۔ ناظرین غور کریں کہ جب انسان مادی دنیا میں رکھا گیا ہے تو ممکن نہیں کہ اُس کا تعلق مادی اشیاء سے نہ ہو۔ لہذا ہر ایک آدمی گنہگار ہے اور رہیگا۔ لہذا سوامی جی نے خدا کو جس نے انسانی روح کا مادی اشیاء سے تعلق پیدا کیا۔ گنہگار ٹھہرا دیا۔ اور اس کا علاج کوئی بھی نہ بتایا اگر بتایا تو وہ جو ناممکن ہے۔

۲۔ سوامی صاحب نے موجودہ زمانے میں دس پانچ کے بجائے دو چار ناموں کے بھی نہ بتانے سے جو گناہ سے خالی ہوں۔ ظاہر کر دیا۔ کہ گناہ سے خالی کوئی نہیں ہے۔ لہذا گناہ سے بچنے کا طریقہ بھی کوئی نہیں ہے

۳۔ سوامی صاحب نے میرے چیلنج کو نامنظور کرنے

سے عملی ثبوت دیدیا۔ بلکہ مان لیا کہ ویدک مذہب عالمگیر نہیں ہو سکتا۔

سوامی صاحب خدا کو طاقت میں قاصر مان کر خدائی سے گویا انکار کر دیا تو پھر ہم سوامی صاحب کی اور ان کے ویدوں کی تعلیم کو کس طرح مان ہیں۔ اُن کے وید دنیا کے لئے حقیقی نور نہیں ہو سکتے۔ بلکہ حقیقی نور وہ ہے جو دنیا میں آکر ہر ایک آدمی کو روشن کرتا ہے یعنی مسیح یسوع (دیکھو انجیل یوحنا باب اول آیت ۹) جہاں جہاں یہ سورج چمکا ہے۔ اُس نے روشنی پھیلا دی ہے۔ اب ہند میں اس کی کرنیں پڑنی شروع ہو گئیں ہیں۔ جن کی روشنی سے سوامی دیانند جیسے پنڈت اپنے بت ملک سے نکال رہے ہیں اور تمام لوگ اپنی اپنی بُری رسموں کو اس روشنی کے طفیل خیرباد کہہ رہے ہیں۔ مگر افسوس اس بات کا ہے کہ سوائے معدودے چند مثلاً کیشب چندر سین راجہ رام موہن رائے وغیرہ کے اس نور کا اعتراف نہیں کرتے بلکہ ان اصلاحوں کو اپنے ٹوٹے پھوٹے اور اپنے بجھے چراغوں کی طرف عاید کرتے ہیں وہ دن ہندمیں جلد آتی جاتی ہے۔ جب ان چراغوں کا عدم وجود برابر ہو جائیگا۔ فقط

نیاز مند ہے۔ ڈانیل ہیڈ ماسٹر مشن ہائی سکول گجرات (پنجاب) مورخہ ۱ جنوری سنہ ۱۹۱۰ء

ضرورت

ایک مسیحی عورت ہے۔ جس کی شادی کرانے کی تجویز کیجاتی ہے۔ اس کی عمر ۲۵ برس کی ہے اور وہ علم کمپونڈری جانتی ہے۔ اگر کوئی شخص جو حقیقی مسیحی ہو اور شادی کرنا چاہتا ہو۔ اور عورت مذکورہ کی بابت کسی امر کی نسبت دریافت کرنا چاہے۔ تو وہ اس کی بابت منیجر نور افشاں سے خط و کتابت کرے۔



سیر سنگی سرور

مجھے کچھ دن گزرے سنگی سرور جانے کا اتفاق ہوا۔ نکودر سے ۲۲ ستمبر سنہ ۱۹۰۹ء کو روانہ ہو کر ۵ ستمبر کو سنگی سرور پہونچا۔ راستے میں دریائے سندھ عبور کرنا پڑتا ہے دریائے سندھ کے کنارے پر ڈیرہ غازیخاں آباد ہے۔ گر طغیانئے دریا نے اس شہر کو نقصان پہونچایا۔ برسوں کی بنی بنائی عمارات اور رونق پر ایک دم پانی پھیر کر صاف کر دیا۔ دیکھکر بہت ہی افسوس ہوا۔ سنگی سرور ایک بزرگ کے رسم سے موسوم کیا جاتا ہے۔ یہاں پر سنگی سرور کی قبر ہے۔ جن کا پورا حسب و نسب نیچے الگ ہدیہ ناظرین کرتا ہوں۔

یہاں ہر سال مارچ و اپریل میں میلہ ہوتا ہے۔ دور دور سے لوگ آکر زیارت کرتے ہیں۔ خانقاہ عمدہ بنی ہوئی ہے۔ چاروں طرف پہاڑ اپنی بلند اور برہنہ سیاہ چوٹیاں دکھلا کر دل کو ہلا دیتے ہیں فصل بہت کم ہوتی ہے سبزی بالکل نظر نہیں آتی۔ جدھر نظر مارو پتھر ہی پتھر نظر پڑتے ہیں۔

یہاں پر پانی کی بہت قلت ہے۔ قریباً تین میل کے فاصلہ پر ایک چشمہ ہے۔ جس سے لوگ بیلوں پر پکھالیں ڈالکر اُس میں پانی بھر لاتے ہیں۔ اس چشمہ کا پانی کھارہ اور بدمزہ ہے۔ مگر اب تھوڑے عرصہ سے سرکار نے ایک کنواں شہر کے لوگوں کے لئے بنوا دیا ہے کنواں بہت گہرا ہے۔ روپیہ بہت صرف ہوا۔ لوگ اپنے گدھے جوت کر پانی کا ڈول کھینچ لاتے ہیں۔

یہاں آبادی چار ہزار باشندوں کی ہے۔ ان سب آدمیوں کا گذارہ اس ہی کنوئیں پر ہے ایام گرما میں بہت تکلیف ہوتی ہے

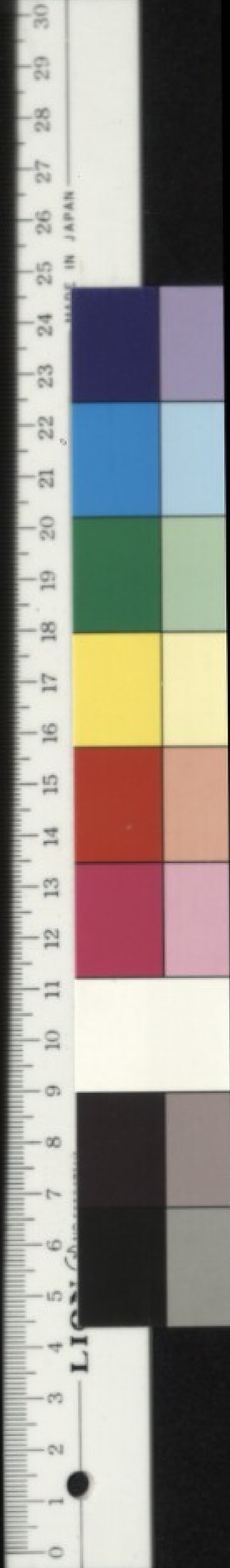
پہاڑوں میں سیر کرتے ہوئے شہر سے قریباً دو میل کے فاصلہ پر ایک سرنگ دیکھی۔ جو کہ عین پہاڑ میں ہے۔ وہاں کے باشندے اس سرنگ کی بابت کہتے ہیں کہ یہ سرنگ کابل تک جاتی ہے اور حضرت علی کے وقت کی بنی ہوئی ہے۔ اب اس سرنگ میں لوگ بھیڑ بکری دھوپ یا بارش کے وقت لا کر کھڑی کرتے ہیں۔ اس شہر میں تین ہزار مجاور مسلمان اور ہزار ہندو ہیں اکثر دیکھنے میں آیا ہے کہ جو سنگی سرور کی خدمت کرنیوالے ہیں وہ ہمیشہ تنگ حال اور مقروض رہتے ہیں۔

یہاں پر خداوند کا وہ فرمان جو یرمیاہ نبی کی معرفت دیا گیا صادق آتا ہے۔ میں اُن کی ساری شرارت کی بابت کہ انہوں نے مجھے چھوڑا ہے اور بیگانے الہوں کے سامنے لوبان جلایا ہے۔ اور اپنے ہی ہاتھوں کے کاموں کو سجدہ کیا۔ اپنی عدالت ظاہر کرکے اُن پر حکم دونگا یرمیاہ ۳: ۹ اور ایسا ہوا کہ اپنے چھنالے کی برائی سے زمین کو ناپاک کیا۔ پتھر اور لکڑی کے ساتھ زنا کاری۔ یرمیاہ ۳: ۹ ۲۰ بیشک بت پرستی زنا کے برابر ہے۔ لوگ بت پرستی کرکے خدا کو بہت غیرت دلاتے ہیں

لوگ دور دور سے آکر اپنا پیسہ ضایع کر تکلیفیں اُٹھا خدا کو چھوڑ قبروں سے دعاویں مانگتے ہیں یہاں پر یہ کہنا پڑتا ہے۔

ست سروپ نہ جانیا مڑھیاں پوجن اُوت
جو آپ چھٹاؤں اُٹھ گئے انہاں تے منگن پوت

اکثر جاتری ہمارے پنجاب سے زیادہ جاتے۔ اور ان میں ادنیٰ اقوام زیادہ جاتی ہے۔ اکثر لوگ بھول میں پڑے ہوئے لڑکے فقیر بنے چلے جاتے ہیں۔ ہم مشنروں کو چاہئے کہ سنگی سرور کا پورا احوال انکے سامنے رکھکر ایک ایک کو پکڑیں اور سچے اور زندہ خدا کی طرف پھیریں۔ میں نے سیر کرتے ہوئے خانقاہ کی دیواروں پر جاتریوں کا لکھا ہوا دیکھا کہ اے پیر میرے سر پر اتنا قرضہ ہے۔ اگر تو مجھ کو اس سے سرخرو کر دے تو میں تیری یہ نذر گذرانونگا تب میں نے دل میں کہا



کہ جب پیر اپنے مجاوروں کا قرضہ ادا نہیں کر سکتا اور وہ ہمیشہ مقروض رہتے ہیں۔ تو اے پڑھنے والے تیرا قرضہ کس طرح پیر ادا کریگا۔ تو شاید عمر بھر میں ایک دفعہ آیا ہوگا۔ یہ بیچارے ہر وقت یہاں ہی سرگرداں رہتے ہیں۔ تو بھی قرضہ سے رہا نہیں ہوتے۔ خدا ان بت پرستوں کی آنکھوں کو کھولے تاکہ خدا کی عدالت سے بچ جاویں۔

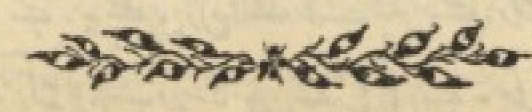
مجاوروں کی چالاکی

سچ ہے اس دنیا کے لوگ نہایت ہوشیار ہیں دیکھئے پیسہ کمانے کے لئے انہوں نے جاتریوں کے لئے کیسا جال بچھایا ہے اور جب اس جال میں پھنس گئے۔ تو خوب ہی بیچاروں کی حجامت بناتے ہیں۔ اور من بھاتے شگوفے لگاتے۔ مجاوروں کی چالاکی یہ ہے کہ میلہ کے وقت ایک جنگلی کبوتر کو پکڑ اس کے پر و بال نوچ اُس کو ایک بت سا بنا کر قبر پر بٹھا دیتے ہیں وہ بیچارہ مظلوم قبر پر ادھر اودھر ٹہلتا رہتا ہے۔ اور کہتے ہیں کہ یہی سرور ہے۔

اس شہر کا رواج ایک قابل تعریف ہے کہ یہاں پر کیا مرد اور کیا عورت سب ہاتھ ملا کر اور گلے لپٹ کر ملتے ہیں۔ یہاں کی بولی مجھے میٹھی معلوم ہوتی ہے۔ آب و ہوا بھی عمدہ ہے۔ دوسرا رواج جو یہاں کا ہے۔ وہ حال دینے کا ہے۔ جب کسی کی ایک دوسرے سے ملاقات ہوتی ہے تو جو کچھ دن میں کام کیا ہو یا جو ماجرا گذرا ہو۔ ایک دوسرے کو سناتے اور سنتے ہیں۔ خواہ دن میں بیس سے یا سو دفعہ انکی ملاقات ہو پہلے یہ سوال ہوتا ہے حال وہ سب سلسلہ وار جو گذرا اور جو دیکھا سب حال سناتے ہیں۔ بعض اوقات ایسا ہوتا ہے کہ دس میل سفر جاتا ہے۔ ایک میل چلتے چلتے شام پڑ جاتی اور حال ختم نہیں ہوتا۔ اور اس حال میں سب کچھ سچ مچ کہا جاتا ہے۔ یہ گویا اُن کی تار خبر ہے۔

تیسرا رواج ایک عجیب رواج ہے۔ وہ بندھنا باندھنے کا رواج ہے یعنی جب کسی کے گھر میں لڑکی پیدا ہوتی ہے تو اُس وقت سے ہی بندھنا باندھنا شروع کر دیتے یعنی لڑکی کے ہاتھ پیر پر گلے تک کپڑا لپیٹ کر اوپر سے کس کر رسی باندھتے ہیں۔ صرف چہرہ ہی ننگا رہتا ہے۔ زمین میں ایک چھوٹا سا گڑھا کھود کر ایک ٹھیکرا اس میں رکھ کر اُس پر بچہ کا سر رکھ دیتے ہیں یہ قریباً سال بھر تک کرتے ہیں۔ لڑکی کا سر پیچھے سے تھالی کی مانند چپٹا ہو جاتا ہے۔ یہ خوبصورتی میں شمار کیا جاتا ہے۔ عجیب خوبصورت بنانے کا ڈھنگ ہے۔

اس شہر میں ایک سی۔ ایم۔ ایس کی طرف سے ہسپتال بھی ہے۔ مدت سے ہسپتال بنا ہوا ہے۔ اس جگہ خیر الدین صاحب ہاسپٹل اسسٹنٹ ہیں کمپونڈر بھی مسیحی ہے۔ صرف دو گھرانے مسیحی ہیں۔ ڈاکٹر خیر الدین بہت ہی خلیق اور بامروت شخص ہیں۔ ہر ایک کیساتھ برادرانہ برتاؤ۔ یہاں کے لوگ اُن کو بہت عزت دیتے اور اپنا عزیز سمجھتے ہیں۔ خدا نے اُنکو برکت بھی بڑی دی ہے۔ بلوچی زبان سے خوب ماہر ہیں۔ چھ ماہ فورٹ منرو اور چھ ماہ یہاں سرور رہتے ہیں۔ بندہ بھی ان کے پاس تین ہفتہ ٹھہرا یہ بہت ہی سچی طبیعت کے آدمی ہیں۔ ہر ایک کام دعا کیساتھ شروع کرتے۔ بیمار بہت آتے ان کو کلام پڑھ کر سناتے اور اُن کیساتھ دعا کر کے اپنا معمولی کام شروع کرتے۔ یہاں کا انتظام دیکھکر دل بہت خوش ہوا جو بیمار ہسپتال میں رہتے۔ ان کی نہایت خبرگیری کی جاتی۔ کھانا بیماروں کو نہایت نفیس ملتا۔ اکثر بیمار عورتیں بھی ہسپتال میں رہتیں۔ تو مسز خیر الدین دن میں کئی دفعہ جا کر اُن کی خبر لیتیں۔ اور اپنے ہاتھ سے سب کام کرتیں۔ خدا نے ڈاکٹر صاحب کو ایک عمدہ مددگار عنایت کیا ہوا ہے۔ خدا اُن کے کام پر زیادہ برکت بخشے۔ کبھی کبھی آپ دورے میں ایسی ایسی جگہ روحانی اور جسمانی کے لئے جاتے۔ جہاں کہ کوئی جا نہیں سکتا۔ انہوں نے مسیح کے لئے اپنی جان وقف کر ڈالی ہے۔ خدا اُن کو برکت بخشے اور اسکا اجر عظیم دیوے۔ باقی آئندہ



ملک کنعان کی سیر

سیرین کلیسیا۔ یہ بھی بزرگ یعقوب براؤس کے پیرو کہلاتے ہیں۔ شمار میں بہت کم ہیں۔ انٹی لبنان میں ان کی دو مونسٹریاں ہیں۔ ایک مونسٹری مقدس شہر میں ہے۔ جو مقدس مرقس کی مونسٹری کہلاتی ہے۔

آرمینین کلیسیا۔ یہ فرقہ قدیمی ہے۔ اور یوٹی خس کا پیرو ہے۔ چھٹی کونسل میں انکو اسباب پر تنبیہ کیا گیا تھا کہ عید تولد کو مانیں۔ اور اس میں خوشی منادیں۔ اور عشاء کے وائن میں پانی ملایا کریں۔ یروسلم میں اُن کی بھی مونسٹری ہے۔ جو مقدس یعقوب کے نام سے نامزد ہے۔

آبی سینین کلیسیا۔ اُن کا عقیدہ وہی قدیمی کیتھلک مسیحیوں کا ہے۔

آرمینین کیتھلک۔ یا گریک کیتھلک یہ فرقہ رومی کلیسیا کے پوپ کے ماتحت ہو گیا ہے۔ صرف فرق اتنا ہے کہ رومی کلیسیا کے پیشوا شادی نہیں کرتے۔ اُن کے خادمان دین بیاہ کرتے ہیں۔

سیرین کیتھلک

یہ سب مشرقی کلیسیائیں کنعان میں پائی جاتی ہیں۔ خاصکر یروشلم میں ان کے خادم الدین اور پیشوا موجود رہتے ہیں اور کسی نہ کسی مقدس جگہ پر قابض ہیں۔ باقی آئندہ

انتخاب الاخبار

عظیم دھوکا

ہو گئی کا ایک بنگالی مسمی رام پدمکرجی سابق میں مشرقی بنگال سٹیٹ ریلوے کا کلارک تھا وہ معہ اپنی اہلیہ کے سالہا سال سے دھوکا بازی کی عظیم چالاکی سے ہندوستان اور برما میں لاکھوں روپیہ حاصل کر چکا ہے۔ اس کی بے ایمانیوں کا سلسلہ حیرت میں ڈالنے والا ہے۔ جیلخانہ مدراجستانی سے بمبئی کو روانہ کیا گیا۔ جہاں ایک عظیم چالاکی کے جرم سنگین کی جوابدہی کریگا۔ کہتے ہیں کہ بنگالی مذکور بنکوں اور تاجروں سے بذریعہ جعلسازی اور دھوکا بازی کے بیس لاکھ روپیہ اینٹھ چکا ہے۔ (اخبار عام)

زمین کی طاقت زرخیزی بڑھائی جائے

یہ مانی ہوئی بات ہے۔ کہ ہندوستانی کاشتکار زمین سے اس قدر پیداوار حاصل نہیں کر سکتے جس قدر کہ حاصل ہونی چاہیئے۔ اس کا سبب یہ ہو کہ کاشتکار قدیم طریقوں سے کاشت کرتے ہیں جس قدر پیداوار کہ اب حاصل ہوتی ہو۔ وہ یقیناً بہت زیادہ ہے۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ ہندوستان کی زمین قدرتاً زیادہ زرخیز ہے۔ اگر سائنٹیفک اصول جدید آلات اور عمدہ کھاد سے کام لیا جائے تو یقیناً پیداوار اور بھی بڑھ جائے۔ لیکن اس کیساتھ ہی زمین کی طاقت بھی کم ہونے لگیگی۔ اس لئے ضرورت ہے کہ عمدہ قسم کی کھادوں اور زمین کی طاقت زرخیزی کو بڑھانے والی چیزوں کو کام میں لایا جائے اور یہ کام مختلف صوبوں کے محکمہ زراعت کی مدد سے بسہولیت اور بوجہ احسن انجام پا سکتا ہے اسلئے زرعی محکموں کو سب سے اول اس طرف توجہ دینی چاہئے جیسا

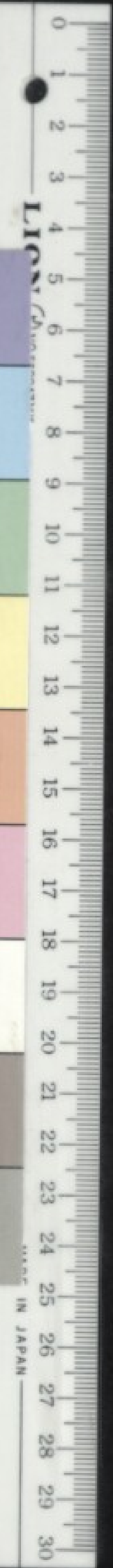
وفات پر نیک خیالات

آج کی بات نہیں سال ۱۸۵۰ء میں آئرلینڈ میں دو نوجوان سگے بھائی کسی جرم میں پھانسی دیئے گئے تھے۔ بات گئی گزری ہوئی کسی نے خیال تک بھی نہ کیا۔ آج امریکہ میں ایک شخص کی وفات پر پتہ لگا کہ اصل مجرم تو آنحضرت تھے۔ وہ دونوں بھائی تو بےگناہ مارے گئے ہیں۔ اس بات کا چرچہ پھیلتے ہی آئرلینڈ میں دھوم مچ گئی۔ چھوٹا بڑا اور ان دونوں بیگناہوں کی قبروں کی طرف بڑے بڑے ذی عزت لوگ اکٹھے ہو گئے حاکم آ گئے۔ دونوں لاشیں قبر سے نکالی گئیں۔ لاشیں تو کہاں ہڈیاں تھیں۔ لوگوں نے ہڈیوں کو بوسے دیئے اور ایک پروسیشن نکالا۔ جب عزت کر کے ارمان نکال چکے تو ہڈیوں کو ایک پوتر استھان پر بڑی عزت و تکریم و دھوم دھام سے دفن کیا اور دنیا کو دکھا دیا کہ بےگناہوں کے مرنے کے بعد بھی یہ عزت کی جایا کرتی ہے۔ (جھنگ سیال)

افتتاح مشن کالج پشاور

یہ عام قاعدہ ہے کہ تعلیمی ترقی کیساتھ ساتھ تعلیمی ضروریات بھی بڑھتی جاتی ہیں۔ مثلاً پہلے کسی جگہ پر پرائمری سکول قائم کیا جاتا ہے ضرورت پر وہی مڈل سکول بنا دیا جاتا ہے۔ اور ضرورت ہوئی تو وہی ہائی سکول کر دیا جاتا ہے۔ اور جب ہائی سکول سے لڑکے کامیاب ہو کر نکلنے لگتے ہیں۔ تو اُن کے لئے کالج کا ہونا لازمی ہے۔ یہ کالج شروع شروع میں معمولی پیمانہ پر قائم کئے جاتے ہیں۔ اور پھر حسب ضرورت انہیں ترقی دیجاتی ہے۔ آج جو یہ اسلامیہ کالج لاہور اور محمڈن کالج علیگڈھ اس قدر عظیم الشان اور وسیع پیمانہ پر نظر آتی ہے۔ یہ پہلے ہی دن اتنے بڑے نہیں تھے۔ رفتہ رفتہ ان سب درسگاہوں نے ترقی کی ہے۔ جگہ تھوڑی ہو۔ اور عبارت کا تسلسل بہت جگہ مانگتا ہی اس لئے میں صرف ضروری باتیں لکھنا چاہتا ہوں۔ پشاور میں ہائی سکول دو چار ہیں۔ مگر کالج صرف ایک ہو۔ اور وہ بھی مشن۔ گزشتہ چند سالوں سے اس کالج کی ترقی کرنے کے سبب یہ ضرورت محسوس ہوئی تھی کہ اُس کے واسطے ایک نئی عمارت وسیع پیمانہ پر تیار کی جائے چنانچہ سنہ ۱۹۰۱ء میں ایک نئے کالج کی بنیاد ڈالی گئی۔ جو پورے نو سال کے بعد سنہ ۱۹۰۹ء میں ختم ہوئی اور آج ۱ دسمبر کو اُس کا افتتاح عمل میں آنیوالا تھا۔ کئی روز پہلے سے شہر کے تمام یورپین و دیسی شرفاء و معززین کو بذریعہ کارڈ مدعو کیا گیا ہے۔ جو شریک تھے۔ تاریخ مذکورہ پر نئے کالج کی بڑے ہال میں ٹھیک ساڑھے تین بجے لاٹ پادری صاحب کے صدارت میں ریورینڈ ایم۔ ای وگرم صاحب پرنسپل کالج نے اپنا مطبوعہ ایڈریس سنانا شروع کیا جس میں تعلیم کی ضرورت۔ مشن سکول کی ابتدا۔ اس کا اختتام اور اُس کے افتتاح پر خوشی کا اظہار کیا گیا تھا۔ اُن کے بعد صدر جلسہ نے تقریباً آدھ گھنٹہ نہایت پرجوش اور فصیح لکچر دیا۔ جس میں مشن کالجوں کی خصوصیات پر زیادہ زور دیا گیا۔ اور یہ ظاہر کیا گیا کہ صرف مشن ہی ایسے درسگاہیں جن میں اخلاقی اور روحانی تعلیم کے ساتھ ہی تمام طلبا ہیں۔ اسی میں محبت اور ہمدردی کا بیج بویا جاتا ہے۔ اس کے بعد دعا مانگی گئی اور آخر میں کالج بنانے والے مستری اور مجوزہ نقشہ کالج کو سندات عطا کی گئیں۔ اور جلسہ برخاست ہوا۔ باہر کالج کے احاطہ کے چمن میں یورپین۔ مسلمانوں اور ہندوؤں کے واسطے علیحدہ علیحدہ چائے مٹھائی کا انتظام کیا گیا تھا جس سے ساڑھے پانچ بجے کے قریب سب لوگ فارغ ہو کر اپنے اپنے گھروں کو گئے شام کو صرف کالج کے پرانے و نئے طلباء کو ٹوٹر دیا گیا۔ اور رات کو اسی تقریب پر کالج کے لڑکوں کی طرف سے جولیس سیزر کا ڈرامہ دکھایا گیا جو اپنی حیثیت میں ہر حیثیت سے اچھا تھا (افغان





لاوارث کُتّے موجب زحمت

ہمارے ملک میں فالتو کتوں کی پود بے حد بڑھ رہی ہے۔ کوئی اُنکی طرف خیال نہیں کرتا کہ جب یہ مردار وں پر ہمراہ گدھوں کے کھانا کھاتے کرتے ہیں تو وہاں سے دیوانگی کی بیماری بہتیر لیتے ہیں اور اسی طرح اپنے دیگر بھائی بندوں کو کاٹ کاٹ کر دیوانہ بنا دیتے ہیں۔ اگرچہ چھاؤنیوں میں ان کی فضول گردی اور آوارہ نسل کو مروانے کا خیال حکام کو بہت رہتا ہے۔ اور اکثر اس قسم کے کتے مروائے بھی جاتے ہیں۔ مگر دیہات اور قصبات میں جہاں قانون کی پابندی اچھی طرح نہیں ہوتی یہ نسل بہت سے لوگوں کو پریشان کرتی ہے۔ خاصکر جولائی۔ اگست۔ ستمبر کے دنوں میں جب گرمی بکثرت ہوتی ہے اور دیوانگی کے حادثے اکثر بڑھ جاتے ہیں۔ اور ہوا وپانی بھی متعفن ہوتے ہیں۔ ان سے بچاؤ ضروری ہے اور اگر گورنمنٹ مہربانی سے ان فضول گروہ کتوں کے مروانے کا انتظام دیہات اور قصبات میں بھی کروے اور شہروں میں بھی میونسپل کمیٹیاں ان کا خاص خیال کریں تو اُمید نہیں کہ پھر کوئی کتا آوارہ پھرنے پاوے۔ اس طریقہ سے رفتہ رفتہ کتوں کی دیوانگی کا مرض جو بسا اوقات آدمیوں کو بھی دیوانہ اور لاعلاج کر ڈالتا ہے بند ہو جاویگا۔ اور کیا تعجب ہے کہ پاسٹیور انسٹیٹیوٹ بھی جن پر سرکار کا بڑا خرچ ہو رہا ہے آئندہ کو بے ضرورت ثابت ہو کر بند کر دیئے جاویں۔ نہایت غور طلب معاملہ ہے اس پر توجہ ضروری ہے۔ (سراج الاخبار جہلم)

انسانی گوشت

سراج الاخبار رقمطراز ہے کہ چند مہذب انسانوں کو لاعلمی میں انسان کے گوشت کھانیکا اتفاق ہوا ہے۔ ان میں ایک صاحب مسٹر لائیونل ڈیکل بھی تھے۔ جنہوں نے یوجی جی (وسط افریقہ میں جھیل ٹانگانیکا کے کنارے ایک چھوٹا سا علاقہ ہے) انسانی گوشت کئی مرتبہ کھایا۔ اس کی وجہ یہ ہوئی کہ جب صاحب موصوف کے دیسی نوکر نے دیکھا کہ نو عمر غلام بھیڑ بکری سے بھی زیادہ سستے ہیں تو وہ بازار سے ایک غلام خرید لیتا اور اُسے ذبح کر کے اُس کے گوشت کے کباب تیار کرتا۔ کئی مہینے تک وہ یہی گوشت مسٹر ڈیکل کو کھلاتا رہا لیکن اصل حقیقت سے اُسے آگاہ نہ کیا انسانی گوشت کے ذائقہ کے متعلق صاحب موصوف بیان کرتے ہیں۔ کہ ہرن کے نمکین گوشت سے مزے میں بہت اچھا ہوتا ہے۔ اور کئی مرتبہ جب باورچی پسلی کی بھنی ہوئی ہڈیاں جن پر گوشت کم تھا اُن کے سامنے لایا تو انہوں نے اُنہیں بررغبت تمام کھایا اور باورچی سے کہا کہ اسی گوشت کی کباب روز دسترخوان پر لا کر رکھا کرے۔

ہندو اخباروں کی نگران کمیٹی

ہمعصر ہندوستان لاہور رقمطراز ہے کہ رائے گنج بہاری صاحب نے سول اینڈ ملٹری گزٹ میں ایک چٹھی لکھی ہے جس میں افسوس کیا ہے کہ ملک میں قابل اعتراض تحریریں شایع کیجاتی ہیں اور ان تحریروں کی اشاعت روکنے کے لئے آپ نے تجویز پیش کی ہے کہ ایسے آدمیوں کی کمیٹی بنائی جاوے جو ہمدرد اور تجربہ کار ہوں۔ اور تحریروں کو سنجیدگی و اعتدال کی نظر سے دیکھنے کی قابلیت رکھتے ہوں۔ یہ کمیٹی اخبارات۔ کتب رسالجات وغیرہ کے نفس مضمون و لہجہ کی دیکھ بھال کرنا اپنا خاص فرض مقصد قرار دے۔ جب مذکورہ بالا اخباروں اور کتابوں وغیرہ کے کسی مصنّف سے کوئی لغزش ہو جاوے تو اُسے خبردار کرے اور نہ صرف خبردار کرے۔ بلکہ دوستانہ طور پر فہمائش بھی کرے کہ اس قسم کی تحریروں کی اشاعت سے خبردار رہنا چاہیئے۔ جب شخص مذکور بار بار اس قسم کی غلطی کا مرتکب ہو اور اپنے طرز عمل سے ثابت کر دکھلائے کہ وہ اپنی رفتار سرکشی میں کسی کی صلاح یا نصیحت ماننے کو تیار نہیں تو پبلک میں اس سے قطع تعلق ظاہر کیا جاوے تاکہ لوگ اُس کی تحریروں کو پڑھنے اور خریدنے سے درگذر کریں یہ تجویز ہے جو رائے گنج بہاری صاحب تحریر فرماتے ہیں۔ جو انہیں ہندو پبلک کو بدنامی اور ہندو اہل قلم کو مصیبت سے بچانے کے متعلق سوجھی ہے اس تجویز میں اصولاً ایک نقص ہے اور وہ یہ ہے کہ بعض حالات میں ممکن ہے کہ کمیٹی مذکور کا غلط فیصلہ کسی اہل قلم کے خلاف پبلک میں نامناسب رائے پیدا کرنیکا موجب ثابت ہو اور اس طرح شخص مذکور خواہ مخواہ غلط فہمی کا شکار ہو جاوے۔ لیکن اس میں شک نہیں کہ جو خرابی رائے صاحب نے بیان کی ہے وہ فوری علاج کی محتاج ہے اور اخبار نویس جبکہ اُن کے سر پر ہر دم خطرے کی تلوار لٹک رہی ہے اور ان کی ذرا سی لغزش ان کی تباہی کا موجب ہو سکتی ہے۔ کسی ایسے تجویز کو تہ دل سے خوش آمدید کہیں گے جو انہیں راہ راست سے اودھر اودھر نہ ہونے دے مجوزہ کمیٹی غالباً اس صورت میں بہت مفید ہو سکے گی۔ اگر اسکے ممبر صبر اور استقلال اور برداشت کے سنہری اصولوں پر کاربند رہنا منظور فرمائیں۔ اور اگر گورنمنٹ بھی اس کمیٹی کی رائے کو کچھ وقعت دینے کو تیار ہو۔

محمد شفیع اور فن شیشہ گری کی تکمیل

مسٹر محمد شفیع جاپان عالم جو مہاراجہ صاحب گوالیار کے شیشہ بنانے کے کارخانہ میں مہتمم تھے شیشہ کے کام کی تکمیل اور اس میں مزید تجربہ حاصل کرنے کے لئے ہندوستان سے باہر جاپان و امریکہ یورپ کو روانہ ہو گئے۔ چونکہ ہندوستان میں شیشہ سازی کی حالت سے انہیں پوری واقفیت حاصل ہو گئی جو جو مشکلات اس کام کی ترقی کے راستے میں حائل ہیں ان کے دفعیہ کے واسطے اور شیشہ کی حرفت اور تجارت کو مزید ترقی دے سکنے کیلئے وہ جاپان امریکہ اور یورپ میں اس فن اور اسکی ترقیوں کو بخوبی اسٹڈی کرنا چاہتے ہیں۔ اُمید ہے کہ مسٹر محمد شفیع جب ایک سال بعد ہندوستان واپس آئیں گے تو وہ اس فن کے

گلدستۂ اخبار

نیپال۔ تبت وبھوٹان کی تجارت جو پچھلے سال بنگالہ کیساتھ ہوئی اس کے مال درآمد وبرآمد کی کل مالیت تین کروڑ ۹۰ لاکھ ۴۴ ہزار روپیہ تھی۔ تجارت درآمد کی مالیت اڑہائی کروڑ سے زیادہ تھی اور جو مال بنگالہ سے علاقوں مذکور کو برآمد ہوا ایک کروڑ ۴۰ لاکھ کے قریب مالیت تھی۔

کلکتہ عمارت ٹون ہال کی جگہ پر ہندوستان کی کونسل آئین کی جدید اور وسیع عمارات کا بنانا پسند کیا گیا ہے جو پارلیمنٹ ہوس متصور ہوگا۔ کلکتہ کارپوریشن ٹون ہال کے حوالہ کرنے پر تیار ہے۔ بشرطیکہ دس لاکھ روپیہ بطور قیمت کو دیا جائے۔ یا سرکار خود ایک عمدہ عمارت ٹون ہال کی تعمیر کر کے حوالہ کرے۔

لارڈ کرزن کا بت یادگار کلکتہ میں نصب کرینگے اس بت کا نمونہ حال میں موصول ہوا۔ وہ نہایت خوبصورت قابل تعریف ہے۔ خط وخال بالکل صحیح ہیں۔ سر انڈرو فریزر صاحب کے یادگاری بت کا نمونہ بھی موصول ہوا ہے۔ میدان کلکتہ میں صحیح موقعہ تلاش کرتے ہیں۔ جہاں دونوں بت نصب کئے جائیں۔

قتل ناسک کے متعلق چترے بھج نام ایک ٹپی والا بمبئی سے پکڑا آیا۔ خانہ تلاشی میں کاغذات بھی ہاتھ آئے۔

ہند میں طاعون سے پچھلے ہفتے ۷۵۵۹ مرے صوبجات متحدہ تین ۳ ہزار ۲۰۰ پنجاب میں ۱۳۹۲

مہاراجہ صاحب دربھنگہ نے سناتن دھرم سبھا لاہور کو گیارہ سو رام کار سبھا کو بھی ۵۰۰ روپے دیئے ہیں۔

گورنمنٹ انڈیا ہر سال کلکتہ سے شملہ آتی ہے۔ اس نقل مقام کا خرچ قریب پونے نو لاکھ روپیہ ہوتا ہے۔

مدراس سے بمبئی آنے والی ٹرین مجرمانہ حادثہ سے بچ گئی۔ ۲۰۰ پونڈ وزنی پتھر سڑک پر رکھدیا گیا تھا۔ تلاش ہ!

پچھلے سال تعلیم بنگالہ پر ایک کروڑ ۴۴½ لاکھ روپیہ خرچ ہوا ۲۲½ لاکھ کی بیشی ہے۔

ہندوستان میں گرانی غلہ کے سوال سنجیدگی نرکار گورنمنٹ نے تسلیم فرمائی ہے اور اس کی تحقیقات اور علاج کے لئے ایک تجربہ کار افسر کا تقرر شروع مارچ میں اعلان کیا جاوے گا۔

لاہور میں نیشنل کانگریس کا جلسہ بہت خوبی سے بے پایاں عمدہ رونق پاگیا۔ ڈاکٹر تیج بہادر سپرو صاحب نے آئندہ سال آلہ آباد کی دعوت دی وہ نہایت خوشی سے منظور کی گئی۔ وہاں بھی ان ایام میں نمایش کا عظیم لطف ہوگا

ٹرانسوال کے مسٹر پولاک نے برادران ٹرانسوال کی مظلومی کی حالت ایسی دردناک پیش کی۔ کہ فوراً چندہ کھولا گیا اور ایک ہی اجلاس میں ۲۹ دسمبر کو ۱۸ ہزار روپیہ نقد جمع کیا گیا اور امید ہے کہ اس میں اور بھی چند ہزار کا اضافہ ہوگا۔ اس سے بڑہکر جوش کامیابی کا کیا ہوسکتا ہے۔ موسم صاف ہے۔

لوکل

مورخہ ۱۱ جنوری ۱۹۱۰ء کو دوپہر کی گاڑی میں لاہور کی جانب سے ہز ہائنس سری حضور ٹیکا صاحب بہادر فرزند ارجمند ہز ہائنس دی مہاراجہ صاحب بہادر راجہ راجگان والئے ریاست نابھہ لودیانہ میں رونق افروز ہوئے۔ سکہ صاحبان اور استقبالیہ کمیٹی گئوشالہ لودیانہ نے جس سچ مچ اشتیاق اور خلوص دلی سے ٹیکا صاحب کا خیر مقدم کیا وہ واقعی قابل دید تھا۔ ہار ڈالے گئے اور پھولوں کی بارش کی گئی۔ ٹیکا صاحب کی سواری کا پروسیشن سٹیشن سے روانہ ہوکر چوڑے بازار سے ہوتا ہوا بارکڑیاں ہوس پہونچا ٹیکا صاحب بہادر یہاں فروکش ہوئے۔ اور خاصہ تناول فرمانے کے بعد چار بجے شام کو خالصہ سکول وبورڈنگ کے معائنے کو تشریف لے گئے اور نہایت خوش ہوئے۔ مگر افسوس ہے کہ ایک خاص ضروری تار کے آجانے کے باعث ٹیکا صاحب اسی رات نابھہ کو واپس تشریف لے گئے۔ ٹیکا صاحب موصوف جیسے سنے تھے۔ واقعی اس سے کئی بدرجہا بڑہکر ہیں۔ استقبالیہ کمیٹی گئوشالہ لودیانہ نے ٹیکا صاحب کی تشریف آوری کے لئے بہت تیاریاں کی تھیں۔ مگر افسوس ہے۔ ان کی امنگ دل میں ہی مرجھاگئی۔

قوی اُمید ہے کہ ٹیکا صاحب موصوف ضرور استقبالیہ کمیٹی گئوشالہ لودیانہ کا خیال رکھینگے

ہم خانصاحب محمد ظفر خاں تحصیلدار صاحب لودیانہ کو مبارکباد دیتے ہیں۔ کیونکہ ان کے والد شریف کو خانی کا خطاب عطا ہوا۔ ماسٹر راوہا کشن لوکل کارسپانڈنٹ

ضرورت

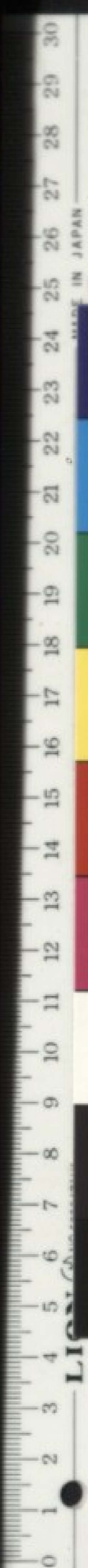
۴ ۱

تین ایسی عورتوں کی جو ہندی اردو۔ حساب جغرافیہ وغیرہ اپر پرائمری جماعتوں تک پڑہا سکتی ہوں۔ اور سلائی اور اون کا کام بھی سکھلا سکتی ہوں ضرورت ہے۔ تنخواہ حسب لیاقت ۱۰ء۔ ۱۵ء۔ ۲۰ء روپیہ تک دیجائیگی ہندی جاننا ضروری ہے۔ درخواست معہ نقول اسناد پتہ ذیل پر آنی چاہئیں۔

المشتہر پادری احمد شاہ۔ ایس۔ پی۔ جی۔ ہمیرپور۔ ممالک متحدہ

ضرورت

ایک تجربہ کار استاد جو ہائی اسکول کا ہیڈ ماسٹر رہ چکے ہیں۔ کسی مدرسہ میں ہیڈ ماسٹری چاہتے ہیں۔ صاحب موصوف عیسائی پادری ہیں جس کسی کو انکی خدمت کی ضرورت ہو تو وہ منیجر نورافشاں کے ساتھ خط وکتابت کرے۔



پرسبٹیرین بیواؤں اور یتیموں کا فنڈ

یہ دیسی مسیحیوں کا سب سے پرانا فنڈ ہے اس سے بیواؤں اور یتیموں کو پنشن ملتی ہے۔ اور بچے بھی جبکہ وے سکولوں میں تعلیم پاتے وظیفے پاسکتے ہیں ۱۶ برس میں اس فنڈ نے ۸۰ ہزار روپیوں سے بیواؤں اور یتیموں کو پنشن دی ہے اگرچہ ممبران نے صرف ستر ہزار روپے چندہ اس فنڈ میں دیا ہے اور قریباً آدھ لاکھ روپے سود سے اس فنڈ میں آچکے ہیں۔ جس حساب سے اب بینک میں ۴۳ ہزار روپیہ نقد موجود ہے ہر ایک مسیحی مرد اور عورت اس کا ممبر ہوسکتا ہے +

رپورٹ نیز پراسپکٹس اردو انگریزی مینجنگ ڈائرکٹر پادری والٹر جے کلارک ایم۔ اے نولکھا لاہور کو لکھنے سے بہت جلد مل سکتے ہیں +

دستور العمل نور افشاں

قیمت سالانہ اہل شہر سے بغیر محصول ڈاک	عہ
ہندوستان پنجاب	〃	〃	۱؍۲
غیر ملک سے	〃	〃	ہے

قیمت ہر حالت میں پیشگی لیجائیگی +

شرح اجرت اشتہارات

مقدار اشتہارات	سہ ماہی	ششماہی	سال تمام
کالم کا آٹھواں حصہ	جگر	ہجے	ے
چوتھائی کالم	ہجے	ے	عہ
نصف کالم	ے	عہ	معہ
پورا کالم	عہ	معہ	مہ
پورا صفحہ	مہ	لجہ	لعہ

ایک دفعہ کے لئے فی سطر ۲ر مابعد کے لئے ارفی سطر ایک روپیہ سے کم کسی اشتہار کیلئے نہ لیا جائیگا +

نوٹ :۔ نامہ نگار اپنی اپنی تحریر کے آپ ذمہ دار ہیں

رسالے اور کتابیں

بزبان اردو اور پنجابی

جو صاحب خریدنا چاہتے ہیں فہرست ہم سے طلب کریں جو مفت بھیجی جائیگی مشنریوں کیواسطے جو پانچ روپیہ یا اس سے زیادہ خریدیں انکو آٹھ روپیہ فی صدی ڈسکونٹ دیا جاویگا۔ اور جو مدرسوں کتب فروشوں کی معرفت بھیجنا چاہتے ہیں انکو ۲۵ روپیہ فی صدی ڈسکونٹ دیا جائیگا +

جو کتابیں خاص قیمت پر بیچی جاتی ہیں انپر ڈسکونٹ نہیں دیا جاتا

گیت کی کتابیں

رومن اردو بڑے حروف کے جلد کپڑا	عسعہ
رومن اردو معہ راگ	..	..	..	ہے
رومن اردو کاغذی جلد	..	..	..	۸ر
شبد و غزلیں فارسی اردو	..	۹۰ پائی
ایضاً	گورمکھی	۶ پائی
ایضا	ہندی	۶ پائی

سی بی۔ بی ہائی سکول لودیانہ

قائم شدہ ۱۸۷۵ء

پُر فضا محل وقوع

مستند استادان

تسلی بخش انتظام و کھانا عمدہ

حرفتی کارخانجات

صرف نیک چلن عیسائی طلبا داخل ہوسکتے ہیں۔

شرح خرچ خوراک معہ فیس جماعت فی ماہ صہ اگر دو طالب علم ایک ہی خاندان کے ہوں للعہ۔ ۳ یازدہ للعہ، کتب وغیرہ کا خرچ علاوہ ہوگا +

کارخانہ متعلقہ سکول ہذا میں جن رکشا کرد کونول وکیرم وغیرہ و دیگر سامان مثل الماری۔ میز۔ کرسی۔ وغیرہ وغیرہ نہایت عمدہ اوّل درجہ کی لکڑی کا نہایت ارزاں قیمت پر تیار ہوتا ہے قیمت رکشا لعہ۹ سے ماصہ تک کرد کونول لعہ

مزید دریافت حال کے لئے منیجر صاحب اسکول ہذا سے خط و کتابت کریں +

تپ دق کی اکسیر دوا

صاحبان یہ دوا پوڈر (سفوف) جو کہ انگریزی و یونانی ادویہ کا مرکب ہے پرانے بخار و کھانسی کو جسکو ڈاکٹروں اور حکیموں نے تپ دق قرار دیا ہو ہمارے تجربہ میں ازحد فائدہ مند ثابت ہوئی ہے سینکڑوں دوائیوں کا تجربہ کیا۔ مگر اس سے زیادہ مفید کسی کو نہ پایا۔ جہاں آپنے انگریزی مکسچرس اور ٹینیٹ ادویہ اسکاٹ املشن۔ ٹیر ولیم املشن۔ ٹیول گریالٹ سرپ۔ ماریول پلز۔ کنگ لائیڈس پلز وغیرہ۔ اور یونانی ادویہ۔ عرق شیر۔ قرص کافور۔ طباشیر اور کشتہ ابرق و ہڑتال وغیرہ استعمال کرنے سے فائدہ نہ اٹھایا ہو۔ وہاں ہماری ایجاد کردہ دوا کو بھی استعمال کرکے تجربہ آزمائی فرمائیں خدا کے فضل سے فائدہ یقیناً ہوگا۔ اس دوا سے بھوک لگتی ہے اور جسم میں بہت طاقت پیدا ہوتی ہے مرض آہستہ آہستہ دور ہو جاتا ہے پندرہ روز کی دوا قیمت ایکروپیہ بارہ آنے (عہ) محصولڈاک بذمہ خریدار

ہیلتھ ریسٹورر پوڈر۔ یہ دوا مندرجہ ذیل امراض کو ازحد فائدہ مند ہے ہر ایک گھر میں موجود رہنی چاہئے پھر ڈاکٹر اور حکیم کی بہت کم ضرورت ہوگی۔ تاپ تلی۔ جلو دھر۔ باؤگولہ بدہضمی پیٹ میں ہوا کا بھرنا کمی بوکھ۔ دودھ کا ہضم نہ ہونا۔ درد گردہ و کمر و شکم درد سر پرانہ۔ درد جوڑ ہر قسم۔ پرانے دست و پیچش ہیضہ وغیرہ ۲ اونس کی شیشی قیمت ایکروپیہ چار آنہ

ٹانک پلز۔ یہ گولیاں انگریزی و یونانی نہایت ہی مقوی پر تاثیر ادویہ سے تیار کی ہیں۔ ازحد طاقت پیدا کرتی ہیں ہر قسم کی کمزوری کو دور کرنے میں لاثانی ہیں قیمت ۶۰ گولیوں کی دو روپیہ (عہ)

دوائی بواسیر۔ یہ دوا ابواسیر خونی و بادی کو جڑ سے دور کرتی ہے دوبارہ نہیں ہوتی ہے قیمت ایکروپیہ آٹھ آنے +

ملنے کا پتہ۔ ابن متھالیس (فرلیشن) پروپرائٹر یونانی۔ میڈیکل ہال راولپنڈی شہر

ممیرے کا سرمہ

مصدقہ جناب اسسٹنٹ کیمیکل اگزامینر صاحب بہادر گورنمنٹ پنجاب

معزز انگریزوں میڈیکل کالج کے پروفیسروں نامور ڈاکٹروں والیان ریاست اور ولائت کی یونیورسٹی کے سند یافتہ یورپین ڈاکٹروں نے بعد تجربہ اس سرمہ کی تصدیق فرمائی ہو کہ یہ سرمہ امراض ذیل کیلئے اکسیر ہو ضعف بصارت۔ تاریکی چشم۔ جالا۔ پڑوال۔ غبار۔ پھولا۔ ٹینل۔ سرخی ابتدائی موتیابند۔ پانی جانا۔ خارش وغیرہ معزز ڈاکٹر اور حکیم بجائے اور ادویہ کے آنکھوں کے مریضوں پر اب اس سرمہ کا استعمال کرتے ہیں چند روز کے استعمال سے بینائی بہت بڑھ جاتی ہو اور عینک کی بھی حاجت نہیں رہتی بچے سے بوڑھے تک کو یہ سرمہ یکساں مفید ہو۔ اسلئے کم کبھی ہر کہ خاص و عام اس سے فائدہ اٹھا سکیں قیمت فی تولہ جو سال بھر کے لئے کافی ہو مبلغ دو روپیہ ممیرے کا سفید سرمہ اعلیٰ قسم فی تولہ ے روپیہ خالص ممیرہ فی ماشہ بیس روپیہ مصری تولہ ۴ر خرچ ڈاک بذمہ خریدار۔ درخواست کے وقت اخبار کا حوالہ ضرور دیں نقلی و جعلی ممیرے کے سرمہ کے اشتہاروں سے بچنا چاہیے۔ المشتہر پروفیسر میا سنگھ آہلووالیہ مقام بٹالہ ضلع گورداسپور +

[illegible] روپیہ انعام [illegible]

ان سے بڑھ کر اور معتبر شہادت کیا ہو سکتی ہے

۱۔ پروفیسر میا سنگھ صاحب آپ کے سفید سرمہ سے ایک شخص جس کی آنکھ میں ناخنہ ہو گیا تھا بہت فائدہ ہوا یہ شخص چند ڈاکٹروں کا علاج کرا کے مایوس ہو چکا تھا۔ برائے مہربانی ایک تولہ سفید سرمہ اعلیٰ قسم بذریعہ قیمت طلب پارسل بھیج دیجئے۔ راقم مہاراجہ شتروجیت پرتاب بہادر سہائے صاحب بہادر والئے ریاست تملکوہی گورکھپور +

۲۔ میں نے ممیرے کا سرمہ جو کہ سردار میا سنگھ نے بنایا ہو آپ خود اور بہت سے بیماروں پر استعمال کر کے دیکھا ہو اور میں اس امر کی بڑی خوشی سے تصدیق کرتا ہوں کہ یہ نادر ممیرے کا سرمہ نہایت مفید اور آنکھوں کی تمام بیماریوں کیواسطے اکسیر کا حکم رکھتا ہو میں نے اپنے تجربے میں کوئی آجتک سرمہ اس سے بہتر فائدہ بخش نہیں دیکھا گیا جن کی آنکھوں میں ذرا بھی کسی قسم کی شکایت ہو میں بڑے زور سے استعمال کرنیکی سفارش کرتا ہوں ہر طرح پر مفید اور فائدہ بخش ثابت ہوگا۔ پانی آنے دھند و خارش سرخی چشم کیواسطے تمام انگریزی ادویات سے زیادہ فائدہ بخش ثابت ہوا ہو اور سچ مچ آپ نے اسقدر سستے دام پر یہ سرمہ ایجاد کر کے ملک اور قوم پر بڑا بھاری احسان کیا ہو اسکا شکریہ الفاظ میں ہونا محال ہو ضرور ہو کہ ملک کے تمام لوگ آپ کے ایسے سرمہ سے فیضیاب ہو کر فائدہ اٹھائیں اور ہر طرح کی آنکھ کی بیماریوں سے نجات حاصل کریں۔ راقم پنڈت گنگا رام صاحب اسسٹنٹ ڈاکٹر حضور نواب صاحب بہادر والئے ریاست بہاولپور +

۳۔ جناب سردار صاحب جو پیکٹ سرمہ ممیرہ بغرض تجربہ آپنے میرے پاس بھیجا تھا اسکو میں نے چند مریضوں پر استعمال کیا بہت مفید پایا میری رائے میں آپکا ایجاد شدہ سرمہ ہر قسم کی سوزش چشم اور کمزوری نظر اور دھند کے لئے نہایت ہی مفید ہو اسوقت میں نے انہی بیماریوں کے مریضوں پر استعمال کیا ہو اور آئندہ جن بیماریوں میں مفید پاؤنگا انکی نسبت بعد کو لکھونگا۔ راقم ڈاکٹر جھمن پرشاد صاحب پروفیسر میڈیکل کالج آگرہ و ایڈیٹر میڈیکل جنرل آگرہ +

۴۔ جناب پروفیسر میا سنگھ صاحب تسلیم میں نے آپ کے یہاں سے سفید ممیرے کا سرمہ منگوا کر استعمال کیا حد درجہ کا فائدہ ہوا۔ بلکہ صحت کلی حاصل ہو گئی آپکا سرمہ جملہ امراض چشم کو مفید ہو بصارت کو طاقت بخشتا ہو تیسرے دن فائدہ معلوم ہو جاتا ہو واقعی یہ سرمہ اکسیر کا حکم رکھتا ہو اسلئے میں بڑی خوشی سے تصدیق کرتا ہوں۔ کہ اس سرمہ سے بڑھکر آنکھ کے لئے اور کوئی دوائی نہیں ہو۔ راقم۔ مہاراج کنور چھترپال سنگھ صاحب بہادر والئے ریاست مجگوان اودھ +

۵۔ جناب من تسلیم چونکہ آپکا سرمہ بہت سے آنکھوں کے مریضوں پر استعمال کرنے سے مفید ثابت ہوا ہو اسواسطے اور ایک تولہ سفید ممیرے کے سرمہ کی ضرورت ہو۔ بذریعہ قیمت طلب پارسل بھیجکر مشکور فرمائیں۔ راقم ڈاکٹر ولی محمد

(پادری ای۔ ایم ویری صاحب ڈی ڈی ایڈیٹر و منیجر نور افشاں کیلئے مشن پریس لودیانہ میں باہتمام وائلی برادرز چھپا اور شایع ہوا)